کنز الفوائد

مصنفۂ

حسین محمد شاہ شہاب انصاری

مرتبۂ

سیّد یوشع بی - اے (علیگ)

سینیر لکچرر و صدر شعبۂ عربی و فارسی و اردو

مدراس یونیورسٹی



سنہ ۱۹۵۶ عیسوی

فهرست فصول و اقسام کنزالفوائد

صفحه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حسن اتفاق سے ساڑھے چھے سو برس پہلے کے ایک عالم و شاعر کی ایک مختصر مگر مفید و کارآمد تصنیف کنزالفوائد کا ایک قلمی نسخہ مدراس کے سرکاری کتب خانۂ مخطوطات مشرقی میں موجود ہے ۔ نسخے کی ہیئت مجموعی سے معلوم ہوتا ہے کہ تخمیناً سوا سو ، ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہوگا ۔ کاتب کی فرو گذاشتیں اور تصرفات نسخے میں بیسیوں جگہ نمایاں ہیں ۔ اس کے مصنف حسین محمدشاہ ابن مبارک شاہ انصاری ، جیسا کہ خود انھوں نے اپنے دیباچے میں ذکر کیا ہے ، عہد سلطان علاءالدین خلجی (شوال سنہ ۶۹۳ تا ۱۱ شوال سنہ ۷۱۵ ہجری مطابق آگست سنہ ۱۲۹۵ع تا ۹ جنوری سنہ ۱۳۱۶ع) کے مصنف و شاعر ہیں ، ان کا لقب شہاب تھا اور تخلص انصاری کرتے تھے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ امیر خسرو دہلوی کے معاصر ہیں ۔

افسوس ہے کہ ایسے پرانے زمانے کے عالم و شاعر کے نہ تو حالات ہی کسی تذکرے میں ملتے ہیں اور نہ کنزالفوائد ہی کے کسی دوسرے نسخے کا کہیں پتہ چلتا ہے ۔ اس باب میں میں نے بہتیری جستجو کی ، علما و شعرا کے بیسیوں تذکروں میں اور دنیا کے مختلف کتب خانوں کی فہرستوں میں ڈھونڈا لیکن افسوس ہے کہ ان کے حالات و تصانیف کا ذکر تو ایک طرف نہ کہیں ان کے نام ہی کا نشان ملا اور نہ کنزالفوائد ہی کے کسی دوسرے نسخے کا پتہ لگا ۔ [illegible]

دوران درس و تدریس میں طلبا کي سہولت کي خاطر اپنے روزمرہ کے درسوں کو قلمبند کرکے ایک کتاب کي صورت میں ترتیب دیا ھو اور اسي بنا پر کنزالفوائد معرض وجود میں آئي ھو -

مصنف نے کنزالفوائد کو پانچ فصلوں میں اور ھر فصل کو دو قسموں میں تقسیم کیا ھے - پہلي فصل کي دو قسموں میں '' فضیلت شعر '' اور '' فضیلت شعرا '' پر اظہار خیال کیا ھے - دوسری فصل کي دو قسموں میں '' حقیقت شعر '' اور '' حقیقت شاعر '' پر بحث کرتے ھوے واضح کیا ھو کہ في الحقیقت کیسے کلام کو '' شعر '' اور کیسے صاحب کلام کو شاعر کہا جاسکتا ھے - تیسری فصل میں '' قافیہ'' اور '' ردیف '' کے اقسام پر روشني ڈالي ھے - چوتھی فصل میں معائب و محاسن شعر کو واضح کیا ھے اور محاسن شعر کي مختلف قسمیں بیان کرتے ھوے جابجا خود اپنے کلام سے ھر ایک کي مثال پیش کي ھے - پانچویں فصل میں '' اسامی اشعار '' اور '' عروض '' کے قواعد وغیرہ کو بیان کیا ھے -

مولّف کنزالفوائد حسین محمد شاہ انصاری نے نہایت اختصار کے ساتھ علم معاني و بیان اور علم عروض سے متعلق تمام ضروری چیزیں اس مختصر سی تالیف میں جمع کردی ھیں - باوجود اس اختصار کے شاید ھی کوئي ایسي صنعت ھوگي جو مولف سے چھوٹ گئي ھو - اور علم عروض میں بھی شاید ھی کوئي ایسا وزن ھوگا جو فارسي شاعری میں آتا ھو اور مولّف نے اس کا اندارج نہ کیا ھو -

خود مولّف نے سبب تالیف بیان کرتے ھوے یوں لکھا ھے :—

'' خاطر برآں آمد کہ دریں علم مختصرے بسازم و رسالۂ پردازم - دیدم کہ اھل فضل دریں فن کتابھاے معتمد ساختہ اند و

شاید اس ساڑھے چھے سو برس پہلے کے مصنف اور امیر خسرو دھلوی کے ھمعصر کی ایک یہي قلمي یادگار ، مذکورۂ بالا نسخے کي صورت میں ، دستبرد زمانہ سے بچ سکي ھے -

یہ نسخۂ زیر اشاعت اسی مذکورۂ صدر ایک نسخے سے تیار کرکے شائع کیا جارھا ھے تاکہ ھندوستان کے ایک پرانے مصنف کي ایک رھی سہي قلمي یادگار نہ صرف تلف ھونے سے بچ جائے بلکہ موجودہ و آیندہ نسلیں اس کارآمد و مفید تصنیف سے استفادہ بھی کرسکیں -

کنزالفوائد کے مطالعے سے یہ امر صاف ظاھر ھوتا ھے کہ حسین محمد شاہ ابن مبارک شا انصاری الملقب بہ شہاب کو علم معاني و بیان اور علم عروض سے نہ صرف طبعي دلچسپي تھی اور وہ شعر کی باریکیوں ، اس کے لطائف و محاسن اور اس کے نقائص و معائب سے بھی بخوبي واقف تھے بلکہ اس فن میں کمال رکھتے تھے - اس ضمن میں وہ برسبیل تذکرہ اپنے دیباچہ میں یوں فرماتے ھیں :—

" چوں در شعور شعر شروع کردم و شعائر آں را در تصرف آوردم بس کہ در دقت اشعار خوضے داشتم سر موئے از دقائق آں فرو نگذاشتم - چنانکہ از قواعد و لوازم اشعار حظّے وافر و نصیبے کامل حاصل شد ، سودائے تصنیف در سر افتاد و تمنائے تالیف روے بہ من نہاد - "

گو انصاری نے ذکر نہیں کیا ھے پھر بھی قرائن سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ ان کي زندگي کا ایک شغل طالب علموں کو پڑھانا بھی رھا ھوگا اور ما سوا اور علوم کے خصوصاً علم معاني و بیان اور علم عروض ضرور پڑھایا کرتے ھوں گے - یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ

کنزالفوائد میں انصاری نے مثال کے طور پر جو جابجا خود اپنے اشعار درج کئے ھیں اس سے یہ توقع کي جاسکتي تھي کہ عہد سلطان علاءالدّین خلجي کے ایک عالم و شاعر کي نہ صرف ایک نثری تصنیف بلکہ اشعار کي بھی ایک خاصي تعداد سے شایقین ادب فارسی روشناس و بہرہ اندوز ھو سکیں گے مگر افسوس ھے کہ کاتب نے بہت سي جگہ مثالیں درج نہیں کي ھیں اور اس طرح مصنّف کے بہت سے شعر حذف ھوگئے ھیں - پھر بھي باوجود ان محذوفات کے کنزالفوائد میں ان کے کم وبیش پونے دو سو شعر چاروں طرف بکھرے ھوے ملتے ھیں - کاتب کی طرف سے یہ محذوفات نہوتے تو انصاری کے اشعار کي تعداد ڈھائی سو تک پہنچ جاتي - ایسے موقعوں پر جہاں کاتب نے مثال درج نہیں کي ھے وھاں میں نے دوسرے لوگوں کے اشعار سے مثالیں فراھم کردی ھیں تاکہ اس کارآمد تصنیف کي افادت میں کوئي نقص واقع نہو -

یہ نامناسب معلوم ھوتا ھے کہ ھندوستان کے ایسے پرانے شاعر اور امیر خسرو دھلوی کے ھمعصر کے اس قدر ابیات میسر آنے کے بعد ان کو یوں ھي بے تبصرہ چھوڑ دیا جاے - انصاری کے یہ پونے دوسو شعر جو کبھي صنائع لفظي و معنوی اور کبھي مختلف اوزان بحور کے واضح کرنے کي خاطر اس تالیف میں درج کئے گئے ھیں گو کلام انصاری پر پوری روشني ڈالنے کے لئے کافي نہیں ھیں تاھم اب جو کچھ بھي ان کے کلام سے میسر آسکا ھے اس سے حتّي المقدور فائدہ اٹھانے کی کوشش کي جائیگي :

انصاری کے اشعار جو کنزالفوائد میں چاروں طرف بکھرے ھوے پائے جاتے ھیں ان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ خیال پیدا ھوتا ھے کہ شاید ان کا کلام نہ صرف قصائد و غزلیات و رباعیات بلکہ مثنویات

چیزهای معتبر پرداخته و لیکن هر کسی گوهری سفته است و در یک فن سخن گفته - اگر یکی بیان صنائع کرده است ، سخن معائب درمیان نیاورده است - و اگر کسی شرح قافیه صواب دیده است ، سخن عروض دسنجیده است ، و در مضمار دانش هیچ فارسی ذکر قافیه با ردیف در یک محل نکرده است و فضیلت شعر و حقیقت آں در بیان نیاورده اما چوں من استظهار و استحضار آں دارم که ایں جواهر را به یک سلک در آرم ، انتظام قواعد و اجتماع لوازم اشعار صواب دیدم و ایں درر و لآلي را به یک رشته در کشیدم " -

غرض کنزالفوائد اپني نوعیت اور موضوعات کے لحاظ سے گو بہت مختصر لیکن نہایت مفید کتاب ہے جس میں قواعد فن شعر سے متعلق تقریباً تمام نکتے ایک جگہ جمع کردئے گئے ہیں - جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں انصاری نے اس کتاب کو طالب علموں کے لئے اور ان ہی کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے تالیف کیا ہے - کنزالفوائد کي ہر ایک فصل ان الفاظ سے شروع ہوتي ہے : " بداں " ارشدک الله تعالی " - اس بنا پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان کا مخاطب شاید ان کا ہر ایک شاگرد ہے اور مولف نے اپني طرز بیان اور مثالوں سے اس کي کوشش کي ہے کہ فضیلت شعر و شعرا ، حقیقت شعر و شعرا ، قافیہ و ردیف ، معائب و محاسن شعر اور علم عروض کے تمام نکات و قواعد بہ آساني اس کي سمجھ میں آجائیں اور بحور و اوزان کي بعض گتھیاں اپنے خاص طریقۂ تقسیم اور دائروں ، تشریح اور مثالوں سے سلجھادي ہیں تاکہ یہ چیزیں بغیر کسي دقت کے اس کے ذہن نشین ہوجائیں -

حسن اتفاق سے انصاری کی تین رباعیاں بھی اسی تالیف میں مثالوں کے تحت میں آگئی ہیں اور خاصی اچھی ہیں - ان میں سے ایک رباعی صنعت معمّٰی میں لکھی گئی ہے - معمّٰی کے لغوی معنی ہیں " اندھا کیا ہوا ، اندھا بنایا ہوا " لیکن صنعت شعر میں معمّٰی ایسے ایک شعر یا اشعار کو کہتے ہیں جن میں کسی کا نام اس طرح لایا جائے کہ بادی النّظر میں تو پوشیدہ ہو لیکن بعض اشارات و کنایات سے اس کا پتہ لگایا جا سکے ۔ مثلاً جس طرح انصاری نے کہا ہے :

رباعی

دل را بہ غم زلف چو شامے بدھم عقل و خرد و ہوش تمامے بدھم
صد جاں اگرم دھید اندر غم او تا بر سر جاں نہم بہ نامے بدھم

شاعر نے رباعی کے تیسرے اور چوتھے مصرعے میں کہا ہے کہ اگر مجھے سو جانیں دی جائیں گی تو بھی میں " جاں " کے سر پر یعنی " ج " پر " تا " کو رکھوں گا اور اس ایک نام پر وہ سب جانیں دے ڈالوں گا - " تا " کو " ج " پر رکھنے سے " تاج " بنتا ہے اور شاعر کا مقصود یہی نام ہے -

انصاری کی دو اور رباعیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں جو " مستزاد " کی مثال کے تحت میں آئی ہیں ۔ پہلی رباعی میں دو مصرعوں کے بعد مستزاد یعنی کلمۂ زائد از وزن لگایا ہے اور دوسری رباعی میں ہر مصرعے کے بعد :

(۱) ایّام بہار و من جدا از بر یار
چوں بلبل دل شیفتہ می نالم زار پیہم شب و روز
افسوس کہ در حسرت آں لالہ عذار
با شور فراق می رود فصل بہار در گریہ و سوز

وغیرہ پر بھی مشتمل رہا ہوگا - ان اصناف شعر میں سے ہر ایک کے نمونے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں :

خیال ہوتا ہے کہ انصاری نے کم سے کم اپنے سات آٹھ قصیدوں سے شعر اخذ کرکے اس تالیف میں مثالاً پیش کئے ہیں - چنانچہ ذیل کے دو شعر ظاہراً ان کے کسی ایک قصیدے کے معلوم ہوتے ہیں جو کسی پادشاہ یا حاکم کی مدح میں انھوں نے لکھے تھے :

بہ گاہ بزم و اندر رزم داری ہمّت و ہیبت
کزیں دل‌ہا کنی خرّم وزاں جاں‌ہا کنی ابتر
چہ ہمّت ہمّت بخشش چہ بخشش بخشش جان ہا
چہ ہیبت ہیبت حملہ چہ حملہ حملۂ صفدر

ذیل کا شعر بھی ایک اور مدحیہ قصیدے سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے :

اگر بگویم خرشید را کہ بندۂ تست   ز بندگیِّ تو او را بسے شرف باشد

علیٰ ہٰذا القیاس ذیل کے پانچ شعر بھی کسی جداگانہ مدحیہ قصیدے سے تعلق رکھتے ہیں :

(۱) آزردہ نیست ہیچ کس از دولتت جز آنک
پا از طریق شرع محمّد بروں نہاد
(۲) تا طویل و بسیط بحر بود
عمر و ملکش طویل باد و بسیط
(۳) نامردم و سیاہ دل و سفلہ ایست آن
با چوں تو خوب خلقے کہ کیں آوری کند
(۴) گر ترا باید کہ ماند نام نیکت جاوداں
ایں سعادت را بجز در شعر نتواں یافتن
(۵) مرا زمانۂ جافی جفا نمودہ بسے
بزرگوارا انصاف من ازو بستاں

غزل

اے گل باغ لطافت کہ ز گل تازہ تری
فتنۂ اہل دلی ' آفت صاحب نظری

من کہ باشم کہ ترا دل بدہم یا ندہم
تو چنانی کہ دل از دست ملائک ببری

روے زیبائے ترا دیدم و دیوانہ شدم
اے پریروے ندانم ملکی یا بشری

روے خوباں زپے بردن دل گرچہ بلاست
کس بدیں شکل نباشد تو بلائے دگری

من بہ دیدار تو حیران و زخود بیخبرم
تو خود آشفتۂ خویشی و زمن بیخبری

یک زمانے ز دل شیفتہ ام دور نۂ
بس کہ در خاطر من ہر نفسے می گذری

شور در شہر فگندی کہ سراسر نمکی
عیش من تلخ چہ داری کہ لبالب شکری

گر ببینی بہ غم عشق خرد انصاری را
چوں سر زلف خود آشفتہ و درہم نگری

ذیل میں ایسے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جن سے انصاری کی غزل گوئی کا مزید اندازہ ہوسکے :-

ممکن ہے کہ انصاری اپنے زمانے کے کافی مشہور شاعر رہے ہوں - اپنے کسی دوست سے مخاطب ہوکر اس باب میں وہ یوں فرماتے ہیں :

ہمی ترا نرسید مست شعر انصاری
وگرنہ گفتۂ او در جہاں کجا مست کہ نیست

اس خیال کو کہ عشق میں کوئی عمداً و قصداً مبتلا نہیں ہوتا بلکہ از خود بے ارادہ گرفتار ہوجاتا ہے کس خوبی و اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے :

می ندانستم کہ افتم در غمت
خود نداند تا نیفتد آدمی

معشوق کی بیدردی اور زمانے کی بیدادی کو کن مختصر الفاظ میں اور کس سلاست سے بیان کیا ہے :

قسم تو آمد مگر انصاریا
جور بتان و ستم روزگار

(۲) تا من بزیم با تو وفا خواهم کرد — پے ہیچ جفا
غم ہاے ترا بہ سینہ جا خواہم کرد — از راہ وفا
جز وصل تو آرزو نخواہم کردن — اے راحت جاں
مہر ہمہ دلبراں رہا خواہم کرد — از بہر ترا

اس تالیف میں بعض اشعار ایسے بھی آئے ہیں جن کے متعلق قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ انصاری نے شاید ان کو اپنی بعض مثنویوں سے لیکر مثالاً پیش کیا ہے ۔ چنانچہ ذیل میں تین شعر درج کئے جاتے ہیں جو انصاری کی کسی ایک مثنوی کے معلوم ہوتے ہیں -

(۱) خرابی پذیرد بناے دیار — سخن تا قیامت بود پایدار
(۲) گر از موم سازد گلے اوستاد — درو بوے گل چوں تواند نہاد
(۳) بیا ساقی آں جام گلگلوں بیار — کہ گل باز دادست در مرغزار

اسی طرح ذیل کے دو شعر بھی انصاری کی کسی اور مثنوی کے معلوم ہوتے ہیں -

(۱) چوں ہنر از عیب فراواں شود — مرغ زبردست سلیماں شود
(۲) ہرکہ بود مست مے عشق یار — تا بہ قیامت نشود ہوشیار

علٰی ہذا القیاس ذیل کے دو شعر بھی ان کی ایک عشقیہ مثنوی کے معلوم ہوتے ہیں :—

مرا شوریدہ خاطر چند داری — چرا بر جان من رحمے نیاری
بیا بنگر کہ من مبرم بہ زاری — بلا کردم کہ کردم با تو یاری

اس تالیف میں ایسے اشعار کی اکثریت ہے جن کے متعلق قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ انصاری نے ان کو شاید اپنی غزلوں سے لیکر مثالاً پیش کیا ہے ۔ حسن اتفاق سے ایک جگہ انصاری نے اپنی ایک پوری غزل بطور مثال درج کی ہے جو حسب ذیل ہے :

یک روز از دو لعل نگارم سه بوسه داد
وز بهر چاره‌یس به شش و پنج در فگند

" نیک و بد " کو ذیل کے شعر میں کس عمدگی سے نباہا ہے !

مهر من و جفایست افسانۀ جهاں شد
خود نیک و بد به عالم هرگز نهاں نماند

انصاری نے ذیل کے اخلاقی شعر میں کیا هی عمدہ بات بیان کي ہے کہ جس کي عقل ماری گئي ہے وهی برے افعال کا مرتکب هوتا ہے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھگتتا ہے ورنہ طریقۀ زندگي نیک کرداری کے سوا اور کچھ نہیں :

کردار نیکو خوش بود باشد بدی را بد خرد
در مرغزار ایں جهاں چیزے که کاری بدروی

معشوق کے حسن و جمال ' عشوہ و ادا ' کرشمہ و ناز و غیرہ کے بعض پہلووں پر انصاری نے یوں روشني ڈالی ہے :

(۱) چه نگاری تو ندانم که چنیں روح فزائی
نتواں کرد تصور که تو در وصف درآئی

(۲) لب و دهان و رخت را چه مانند اے دلبر
یکے عقیق و دوم غنچه و سوم گلزار

عقیق و غنچه و گلزار را به عهد تو نیست
یکے بها و دوم قیمت و سوم مقدار

(۳) بمانده ام به تحیّر چو نقش گیرانه
ندانم آں گل نازک گلے است یا اندام

(۴) به زلف وروے و اندام و لب شیریں تو مانند
شب تیره ' مه روشن ' گل تازه ' مے احمر

(۵) ترا که زلف سیاه است و مشکبو ' بدهد
نسیم را نفس جاں‌فزا و شب را رنگ

ذیل کے مطلع میں لفظ ''سائل'' کے دو معنیں [(۱) مانگنے والا۔ (۲) بہنے والا ' رواں] ہوکر کس قدر لطافت پیدا کردی ہے :

بہ آب دیدہ وصالش نمی شود حاصل
چہ سود ازاں کہ بود دیدہ روز و شب سائل

ذیل کے شعر میں بھی لفظ ''بر'' کے دو معنی (ثمرہ و میوہ۔ آغوش و کنار) حسن شعر کو دو بالا کررہے ہیں :

نخل بالائے تو کردیم نہاں اندر دل　　گر بود بخت مساعد بہ بر آید روزے

اسی طرح لفظ ''راست'' بھی دو معنوں (سیدھا۔ سچا) کا حامل ہوکر ذیل کے شعر میں دہرا مزہ پیدا کررہا ہے :

سرو گر گوید چو قدّت راستم　　مشنو ازوے ایں سخن چوں نیست راست

معشوق کے حسن دلکش کی تعریف کرتے ہوے لفظ ''جاے'' کی تکرار سے ذیل کے شعر کو کس قدر پر لطف بنادیا ہے :۔

اے ہمہ شکل دلاویز ترا دادہ خداے
جاے آں است کہ در دیدۂ ما گیری جاے

گریۂ عاشقانہ میں کیا ہی نازک نکتہ پیدا کیا ہے ! ذیل کا شعر ملاحظہ ہو :

نمی نمائی رخ تو بہ چشم گریانم
ہوا چو ابر کشد آفتاب ننماید

اپنے آپ میں اور معشوق میں مماثلت کس خوش اسلوبی کے ساتھ پیدا کی ہے ! ذیل میں دو شعر بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں :

(۱) من و تو ہر دو دوست و مست استیم　　تو ز جام مے و من از چشمت

(۲) تن من چوں میان تو تارے است　　دیدہ چوں لعل تو گہر بارے است

کیا ہی خوش سلیقگی ' شوخی و معنی آفرینی کے ساتھ ذیل کے شعر میں ایک سے چھے تک اعداد گن دئے ہیں ۔

(٦) بارگه سرای من بے تو فروغ کے دهد
شمع توئی به مجلسم ماه توئی به منزلم

(۷) زهر به یاد تو شکر می‌شود
شام به روے تو سحر می‌شود

(۸) آں بت بے‌مهر باز عهد محبّت شکست
صبر در آمد ز پاے عقل بروں شد ز دست

(۹) کنوں که رونق بستاں بهار پیدا کرد
مرا هواے رخ آں نگار شیدا کرد

(۱۰) روز و شب چشم به ره دارم و پرساں باشم
مگر از سوے تو بر من خبر آید روزے

(۱۱) انصاری از هوایت شد غرق خون دیده
اے کاشکے نکردے دل با تو آشنائی

ذیل کے دو شعر بھی انصاری کي صنعت‌کاری و قادر الکلامی کے اچھے نمونے هیں :

(۱) اے یار توئی که دل ربودی از من
عیّار توئی که دل ربودی از من

(۲) یارا غم هجران تو آورد بجاں
ما را غم هجران تو آورد بجاں

قصیده، رباعي و غزل کے علاوه انصاری کے مسمط کے چند نمونے حسن اتّفاق سے کنزالفوائد میں موجود هیں - تسمیط موتي پرونے کو کهتے هیں اور مسمط جو اسي سے مشتق هے موتیوں کي لڑی کو - شاعری میں مسمط چند مصرعوں کی لڑی کو کهتے جن میں قافیے کي بھی رعایت رکھی جاتي هے - مربّع، مخمّس، مسدّس، مثمّن، معشّر اسي مسمط کي شاخیں هیں جن میں مصرعوں کي تعداد مقرّر هوتي هے لیکن مسمط میں مصرعوں کي تعداد کا کوئي خاص تعیّن نهیں هوتا -

انصاری نے موتي کي لڑیاں اس طرح پروئي هیں :

(٦) دلم از دست می‌شود چون تو
جام مے را بہ دست می‌گیری

(۷) دل ز من بستد بہ شوخی دلبرے
دلبرے ، شیریں لبے ، جاں پرورے

(۸) عارض گلگون تو خے چو کند گوئیا
قطرۂ سیمین چکد از ذقن یاسمین

(۹) سر آں دو چشم گردم کہ گہ کرشمہ کردن
بکشد ہزار بیدل ببرد ہزار جاں را

(۱۰) آں نگار روح‌فزایم کہ مست می رودا
در ہوائے او دلم ز دست می رودا

(۱۱) در تماشائے چمن کردن تو وقت سحر
گل چو رویت بود و روے تو چوں گل باشد

(۱۲) بدرمشکن ایں چنیں کہ ز سودائے زلف تو
انصاری شکستہ پریشاں شدن گرفت

انصاری اپنے حال عشق کی مختلف صورتوں اور پہلوؤں پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں :

(۱) اگر مجال بود دوستاں بگوییدش
ہمیں قدر کہ گرفتار تست انصاری

(۲) من نکو دانم چو انصاری طریق
ورکسے در عاشقی پندم دھد ناداں بود

(۳) غوغا مکن انصاری گر شیفتۂ یاری
آں بہ کہ نگہداری اسرار ز بیگانہ

(۴) نگارا ز جور فراقت بجانم
چہ تدبیر سازم بہ عشقت ندانم

(۵) بدردی و نبردی اے پری رو
صبر از دل و اندہ از روانم

بلبل ز باغ دلربا
(از شوق شد نغمه سرا)

وان عندلیب خوش نوا
بر روی گل شد مبتلا

ای ساقی گل رخ بیا
خوش کن زمانی وقت ما

در ده می گلگون که تا
نوشم به روی یار خود

(۱) اے جان من، جانان من
روے خوشت بستان من

رحمے بکن بر جان من
در من شبے مہماں بیا

دارم امید اے نازنیں
تا با تو باشم ہمنشیں

مہرے بکن، بگذار کیں
بر من شبے مہماں بیا

(۲) یارے است ما را دلربا
دارد جمال جاں فزا

رویش بہ از ترک سما
زلفش بہ از مشک ختا

سرو رواں، غنچہ دہاں
سوسن زباں، لالہ رخاں

آرام جاں، روح رواں
صورت چناں، ماہ سما

(۳) دلم بربود ناگہ دلربائے
یکے بد خوے، شوخے، بیوفائے

بہ خندہ دلفریبے، جاں فزائے
بہ غمزہ ناوک اندازے، بلائے

بہ عشقش می زدم من دست و پائے
مگر روزے در آید در کنارم

(۴) آمد نواے جاں فزا
صحن چمن شد دل کشا

وز بوے گل باد صبا
بنشست ہر سو عطرسا

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد مر صانعے را کہ صنعت او جیاد ضمائر ارباب معانی را بہ توشیح وشاح انواع دقائق بیاراستہ، و شکر مر قادرے را کہ قدرت او قلادۂ رقاب خواطر اصحاب مبانی را بہ ترصیع جواهر اصناف حقائق پیراستہ، حکیمے کہ عرش مربع اثر حکمت اوست و قدیمے کہ چرخ مدوّر دلیل بر قدرت او، بحر عمیق از الوان عجائب و غرائب بہ فضل وافر ملوّن کردۂ فطرت اوست، و صحن بسیط از اجناس لطائف و ظرائف بہ کرم کامل مجنّس کردۂ صنعت او، شعر

ففی کل شئ لہ آیۃ
تدلّ علیٰ انّہ واحد

و تشریف شرف شعر شعار و دثار شعرا گردانیدہ ، شعر :

فحمدًا لہٗ ثمّ حمدًا لہٗ
علیٰ ما کسانا رداء الکریم

رحیمے کہ در فضیلت بر سالکان مسالک فضل بگشادہ و اهل توحید را بہ اداے شکر این نعمت راہ دادہ ، شعر :

فشکرًا لہٗ ثمّ شکرًا لہٗ
علیٰ ما هدانا بشکر النّعم

و قریض درودے کہ شعریٰ بیتے از آن نماید، و قصیدۂ تحیّتے کہ نظم پروین نثر آن شاید، مقفّی بہ اخلاص و مردّف بہ اختصاص بر سیّد کائنات و زبدۂ موجودات کہ در فصاحت افصحِ فصحا بود کہ ''اَنَا افصحُ العربِ و العجم'' و در بلاغت ابلغ بلغا می‌نمود ''اَدّبنی ربّی فاَحسَنَ تادیبی'' رسولے کہ غرّۂ او مطلع ماہ رحمت شد ، آیہ : و ما ارسلنٰک الاّ رحمۃً لِلعٰلمین، و نبیّے کہ رسالت او مختّم باب نبوت آمد، آیہ :



و لیکن هر کسے گوهرے سفته است و در یک فن سخن گفته ـ اگر یکے بیان صنائع کرده است ، سخن معائب درمیان نیاورده است ـ و اگر کسے شرح قافیه صواب دیده است ، سخن عروض نسنجیده است ، و در مضمار دانش هیچ فارسے ذکر قافیه یا ردیف در یک محل نکرده است و فضیلت شعر و حقیقت آن در بیان نیاورده ـ اما چوں من استظهار و استحضار آں دارم که این جواهر را به یک سلک درآرم ، انتظام قواعد و اجتماع لوازم اشعار صواب دیدم و این درر لآلی را به یک رشته درکشیدم ـ چوں از دقیقهٔ ''فلمّا سَلِمَ مکثارا و قلّ له عثار'' باخبر بودم ، از بطالت اطالت اقالت نمودم و اخبار قبّاں این عروس زیبا را به اکتحال اختصار مکتحل کردم و بر منصّهٔ مزیّنِ ایجاز در جلوه آوردم ، شعر :

أوجزت ذکری و فی الایجاز فائدة
و الاکرامُ مِنَ التّطویل تصدیعُ

و درین کتاب ده بیت برائے تزئین از گفتهٔ قدما تضمین کردم و داد قواعد شعر دادم و **کنزالفوائد** نام نهادم ، مرکّب به انواع فضل ومفصّل بر پنج فصل ، هر فصلے منقسم به دو قسم مُزدَوَج چوں روح و جسم : فصل اول در فضیلت شعر وشعرا ، و فصل دوم در حقیقت شعر و شعرا ، فصل سوم دربیان قافیه و ردیف ، فصل چهارم درمعائب و صنائع فصل پنجم در عروض و اسامی اشعار ـ

فصل اول در فضیلت شعر و شعرا

قسم اول در فضیلت شعر

بداں ، ارشدک الله تعالی ، که رسول وافر علوم دینی و کامل شعور به زبان گهر نثار ''و ما ینطقُ عَنِ الهوٰی'' در فضیلت شعر سخن می راند و به بیانِ درر بارِ ''اِنْ هُوَ اِلّا وَحْیٌ یُّوحٰی ـ و شعر را دیوان عرب می خوانند که

و لٰکن رسول اللهِ و خاتَمَ النّبِیین (صلّی الله علیه و سلّم) ـ

و بیتے از آں قصیدهٔ که عروض آں از قصور قبض و ضرب آں از کسور حذف سالم باشد بر صحابهٔ مختار از مهاجر و انصار که مُنشدِ شعر شریعت و مشیّد بیت طریقت بوده اند ـ

و محامد مدید و مدائح طویل به درگاه مملکت و بارگاه سلطنت سلطان السّلاطین ظل الله فی العالمین ، مالک مداین المشارق و المغارب ، علاء الدّنیا و الدّین ابو المظفر محمّد شاه السّلطان سکندر الثانی ـ ایزد تعالی آں درگاه جهاں پناه را از زحاف ارکان و اعتدال دوراں در اماں داراد و دولت مترادف و ظفر متواتر ماناد ، شعر :

تا طویل و بسیط بحر بود
عمر و ملکش طویل باد و بسیط

بعد حمد و صلوٰة و ادعیه واجبات ناظم درر ایں نظام و کاشف غرر ایں کلام ، حسین محمّد شاه مبارک شه انصاری الملقّب بالشّهاب می گوید که چوں در شعور شعر شروع کردم و شعائر آں را در تصرّف آوردم بس که در دقّت اشعار خوضے داشتم سر موئے از دقائق آں فرو نگذاشتم ـ چنانکه از قواعد و لوازم اشعار حظّے وافر و نصیبے کامل حاصل شد ، سودائے تصنیف در سر افتاد و تمنّائے تالیف روے به من نهاد ـ خواستم تا ازیں معرض اعراض نمایم و در محلّ "مَن صَنّفَ فَقَد استَهدَفَ" درنیایم ـ اما ذکائے طبیعت و صفائے رویت بانگ بر زد که

لقد نطقت افارعُ هٰذَا الرّای بطلا
و غادرت اجیاد الخواطر عطلا

برین قضیّه شوق تصنیف غالب شد و عشق تالیف جاذب گشت و خاطر بر آں آسود که درین علم مختصرے بسازم و رسالهٔ پردازم ـ دیدم که اهل فضل در ین فن کتابهائے معتمد ساخته اند و چیزهائے معتبر پرداخته ـ

(۱) جنبش اوّل که قلم بر گرفت
حرف نخستین ز سخن در گرفت

و باز چون ایزد تعالی خواست تا حیران ماندگان تیهِ ضلالت و پریشان گشتگان صحراے جهالت را به سعادتِ هدایت رساند و از شقاوت غوایت باز رهاند درِ نبوّت بر عالم بگشاد و از عالم غیب بر انبیا سخن فرستاد ' نظم

(۲) سخن از گنبد کبود آمد
ز آسمانها سخن فرو آمد

گر بدے گوهرے ورای سخن
آں فرود آمدے بجاے سخن

سخن گوهرے است زیبا و لؤلوے است لالا ' مقرّر عاقلان بصیر و مبرهن منتقلان روشنضمیر است که چوں چنین جوهرے ثمین به نظام نظم منتظم گردد عقدے شود بے نظیر و سمطے بود دلپذیر - گوهر نظم سفتن از غایت دراست باشد و سخن منظوم گفتن از نهایت کیاست بود - نظم را پایه ایست مُنیع و شعر را درجه ایست رفیع ' " حسن الکلام یعزُّ بِکَ و یرفعک " نظم از هر ذهنے نظر نتواں داشت ' و شعر از هر طبیعتے توقّع نتواں کرد - نظم را قریحهٔ می‌باید صافی و شعر را طبیعتے می‌باید وافی -

رسم رؤساے عرب این بود که اگر یکے از ابناے ایشاں نظم ساختن ندانستے و شعر گفتن نتوانستے ' او را خوار داشتندے و در انجمن خویش نگذاشتندے ' و آں کس را پلید خواندندے و از جمع خویش بروں راندندے ' خلق از صحبت او تنگ آمدے و اقربا را از قربت او ننگ آمدے - امرؤُ القیس یکے از ابناے ملوک عرب بود - پدر او از

---

(۱) این بیت از نظامی گنجوی است - (۲) ابیات ذیل هم از نظامی گنجوی است -

"الشعر دیوان العرب وترجمان الادب و ضابطۂ تعبیر" و ما عَلَّمْنٰهُ الشِّعرَ - و شعر از حکمت تقریر می فرماید و صاحب تقریر است و به شاعر حکمت شعر را باز می‌نماید که "اِنَّ مِنَ الشعرِ لَحِکمۃً" ذکاے طبیعت و صفاے قریحت را روشن و مبرهن است که هر کرا از خزانۂ "یُؤتِی الحِکمۃَ مَن یَّشآءُ و مَن یُؤتَ الحکمۃَ فقد اُوتِیَ خیرًا کثیرًا" نقدے به دست نیاید پاے در طریق شعر نتواند نهاد و طلسم گنجینۂ "الشعر دیوان العرب" ومعدن حکمتها و کنزًا دَیَّهَا نتواند کشاد - اشعار رائق بے ضابطۂ حکمت فراهم نتوان آورد و الفاظ فائق بے رابطۂ عقل باهم نتوان کرد در ترکیب اشعار حلیۂ عقل روے می‌نماید و در ترتیب الفاظ قیمت مرد پیدا می‌آید، فیه بحار الفهم و یفرط الوهم و یسرع العقل و یَنْبِسُ قیمۃ المرء - و شعر صوتے است ساخته و قولے است نواختۂ مرد که "الشعر صوتُ العقولِ لِکلامِ الفُحولِ" تفضیل انسان و تکریم ایشان بر سائر حیوان به واسطۂ سخن است - و سخن لطیفه ایست که از عالم غیب می‌آید و نتیجه ایست که از نفس ناطقه می‌زاید - آدمی حیوانے است ناطق که "اَلانسانُ حَیَوانٌ ناطقٌ" و به فضیلت نطق بر حیوانات دیگر فائق - خلاصه، انسان دل است و زبان سخن به ضابطۂ دل در حیز امکاں می‌آید و به واسطۂ زباں در میدان ظهور جَوَلاں می‌نماید، شعر :

لِسانُ الفَتیٰ نصفٌ وَّ نصفٌ فؤادُهٗ
فلم یَبقِ الّا صورۃُ اللَّحمِ و الدَّمِ

ایزد جلّ و علا ابداع خلقت و ابداے فطرت از آفرینش قلم کرد که "اوّلَ ما خَلَقَ اللہ تعالیٰ القَلَمَ" و مقصود از آفریدن قلم نبشتن سخن بود، بیت :

اِذا مَا بِکَاسٍ خلفها انصرفت له
یشق و تحی و شقها لم تحول

چوں ایں بیت بشنید از شنیدنِ سر باز کشید و فرمود کہ "هذا قبیحٌ" و نیز ایں حدیث وارد است "الشّعرُ کلامٌ حَسَنَةٌ حَسَنٌ و قَبِیْحَةٌ قبیحٌ"۔

اگر کسے شعرے متضمّن غرضے بگوید و در آں آزار مسلمانے نجوید آں شعر پسندیدہ است ۔ و اگر کسے بر ضد آں پردازد و هجو مومنے سازد نکوهیدہ است در گفتن شعر و جواز در آں زیبا نیست ۔ و حدیث موزوں کہ بہ زبان مبارک رسول، علیہ‌السلام ، رفتہ است ایں است ، حدیث :

أنَا النَّبِيُّ لا کَذِب أنَا ابْنُ عبدالمطّلب ۔ و ایں حدیث نیز مروی است ، حدیث :

مَنْ جَرَّبَ المجرّب حَلّت بہ الندامة ۔ اما از گفتن شعر کہ اهتمام نمودہ است ، سبب آں بودہ است کہ چوں کلام‌الله منزل می‌شد، رسول ، علیہ‌السّلام ، بر یاراں می‌خواند و جواهر معانی آں در دامن صحابہ می‌افشاند ۔ طائفۂ کفّار و اهل انکار ، بعضے از حمق و جهل ، و بعضے از حقد و حسد ، می‌گفتند کہ محمّد شاعر شدہ است و شعر می‌گوید و آں را کلام‌الله می‌خواند ۔ پیغمبر ، صلّی‌الله علیہ وسلّم ، از گفتار کفّار متحیّر می‌ماند و ازیں سبب شعر بر زباں نمی‌راند ۔ حق تعالی برائے ردّ منکراں ایں آیہ فرستاد کہ "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ"، و ازیں لازم نمی‌آید کہ شعر گفتن نمی‌شاید ۔ زیرا کہ منکراں سخن ناصواب می‌راندند و کلام‌الله را از خطا شعر می‌خواندند ، ایزد تعالی وحی فرستاد کہ "ما محمد (صلعم) را شعر نیاموختہ‌ایم" ۔ و ایں برائے تحقیر شعر نبود ، بلکہ برائے تکذیب کفّار بود ۔ و جائے دیگر فرمودہ

راه شفقت هر روز او را پیش خواندے ، و به اکرام تمام در صدر نشاندے ، و قواعد شعر تعلیم کردے و به گفتن نظم ترغیب نمودے - امرؤ القیس هیچ نوع در شعر رغبت نمی نمود و در گفتن نظم همت نمی بست - چون مدتے برین بگذشت ، خلق زبان تشنیع برو بکشاد و او در زبان خلق افتاد - اخوان بر احوال او افسوس می‌کردند و اعمام بر ایام او دریغ می‌خوردند - در مجلس احباب خوار و در محفل اصحاب بے اعتبار می‌بود - وقتے از جمع یاران ظریف و جوانان لطیف لطائف شنیده و لطافت دیده باز گشت ، و هوائے نظم در دل اوکار کرد و اشتیاق شعر دامنش در کار آورد - هرروزے دُر نظم می‌سفت و به صد آرزو و نیاز شعرے می گفت ، قصائد با جزالت و اشعار با سلاست انشا می‌کرد - چون این قصیدهٔ غرّا به عبارت عذرا بگفت ، که یک بیت قصیده (۱)

قِفا نبکِ مِن ذِکری حبیبٍ و منزلِ
بِسِقطِ اللِّوَی بینَ الدَّخولِ فحوملِ

فضلا و بلغاے عرب جمله سر نهادند و لطافت و بلاغت این قصیده را انصاف دادند -

چون هفت قصیده گزیده فراهم آوردند ، نام آن سبعیّات کردند - در مطلع سبعیات این قصیده را نبشتند و بر در کعبه آویختند - در ایام جاهلیت آن را می پرستیدند - و در نوبت نبوّت رسول ، علیه‌السلام ، از در کعبه فرود آوردند و به حضرت رسالت بردند و به خدمت رسول ، علیه‌السّلام ، می‌خواندند و پیغامبر صلّی‌الله علیه وسلّم ، استماع می فرمودند ، و در شنیدن میل می‌نمودند و زبان مبارک به تحسین می کشادند ، و هر بیتے را انصاف می دادند مگر این بیت را ، گفت :

(۱) "یک بیت از آن قصیده این است" مناسب است -

بلندآستان و نبیّ محمودمکان چون در مقام " فکان قاب قوسین او ادنٰی" رسید و کلام، "فاوحٰی الٰی عبده ما اوحٰی" شنیده به سعادت رسیده و کرامت دیده باز گشت، زیر عرش رسیده ده گنجینهٔ در بسته دید - دست نیاز به حضرت بے نیاز برداشت و گفت که،
" یا الٰهی درین گنجینهها چیست و این کنوز نصیبهٔ کیست ؟ "

از حضرت ذوالجلال و لایزال فرماں آمد که، " این خزائن اسرار من است - و در هر خزینه ده هزار سخنے است - اشارت کن که تا هر گنجے که نصیب دست درِ آں بکشاید و اسرار آں بر تو پدید آید -"
رسول، علیه السّلام، بر هر درے که انگشت می نهاد، بے واسطهٔ کلید می‌کشاد - و ازآں ده خزینه یک درِ گنجینه بسته ماند - و ازآں نه در که باز کرد نود هزار سخن در نظر آورد - فرماں شد که،
" اے رسول ما، و اے خاتم انبیا، (صلعم) ازیں سی هزار سخن در نهاں دار، و در سی هزار دیگر مخیّری، اگر بگوئی رواست و اگر نگوئی فرماں ترا است -"

رسول، علیه السّلام، مناجات کرد که، " اے الٰهی، به کرم نامتناهی نه در گنجینه برمن کشادی و بر اسرار آں مرا اطّلاع دادی، یک در گنجینه چرا نمی کشائی و اسرار آں چیست که مرا نمی نمائی ؟ " ایزد تعالٰی فرمود که، " ایں گنجینه از خزائن اسرار ما است، و قفل ایں گنجینه زبان شعرا است -" چوں رسول، علیه السّلام، از معراج باز آمد، آنچه از آں گفتنی بود می‌گفت و آنچه نهفتنی بود می‌نهفت روزے در صدر رسالت نشسته بود، حسّانِ ثابت شعرے بیاورد و در حضرت نبوّت ادا کرد - صحابه را به غایت ستوده می‌نمود - رسول، علیه السّلام، که نیز آں شعر را می ستود، زبان مبارک بکشاد و از فضیلت شعرا خبر داد و گفت، " چوں من در شب معراج زیر عرش

است که، ''وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ'' یعنی قرآن گفتار شاعر نیست، بل کلام حضرت ربانی و کتاب بارگاه یزدانی است که منزل شده است -

پیغامبر، علیه‌السّلام، هیچ وقت کسے را از شعر گفتن منع نفرموده است، مگر آن گه که در آن مذمّت مسلمانے بوده است، و این معروف و مشهور است که حسّانِ ثابت در سفر و حضر و در خلا و ملا حضرت نبوّت را شعر گفته است و درر نعت آن درگاه به کرّات و مرّات سفته، و پیغامبر، صلّی‌اللّه علیه وسلّم، در استماع آن گوش داشته است و در سماع آن هوش گماشته، و او را به احسان و تحسین مشرّف و مکرّم گردانیده، که اگر شعر منهی و منفی بودے، رسول علیه‌السّلام، اصغان ننمودے -

آن که سخن را از راستی انداخته اند و ''اَحْسَنُ اَلشِّعْرِ اَکْذَبُہٗ'' حجّت ساخته اند، نمی‌دانند که صاحب دانش عروس شعر را به زینت مبالغه بیاراید تا در جلوه گاه انشاد زیبا نماید - دروغ در گفتار معیوب است و مغضوب، مگر در اشعار که محبوب است و مرغوب - اصحاب حکمت شعر را موجب بقا می‌خوانند عَلَیْکَ بِالشِّعْرِ فَاِنَّہٗ اِبقَاکَ ذِکْراً جمیلا - مادح و ممدوح از شعر بقا می‌پذیرد، و صیت جهان‌نورد شان اطراف و اکناف عالم را می‌گیرد، بیت :

گر ترا باید که ماند نام نیکت جاودان
این سعادت را بجز در شعر نتوان یافتن

قسم دوم

در فضیلت شعراء

ولایت بے نهایت سخن ماموِر شعرا است، وکلام با انتظام شعرا ترشیح فیض خدا است، ''اِنَّ کلام الشّعراء فیض اللّٰه تعالیٰ'' - رسول

یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ" حجت می‌آرند و نظر بر "اِلَّاالَّذِیْنَ آمَنُوْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" نمی دارند - این آیه در شان کفّار و شعراے نابکار ایشان منزل است که صحابه را ، رضوان الله علیهم ، به هجو می رنجانیدند، و رسول ، علیه السّلام ، را ایذا می رسانیدند - ایزد تعالیٰ شعراے اسلام را مستثنیٰ کرد و از زمرهٔ شعراے گمراه بیروں آورد - آناں که شعراے اسلام را گمراه خوانند و از طائفهٔ شعراے گمراه دانند ، ایشاں خود گمراه اند و بزه کار و بدیں جنایت و گناه گرفتار -

شعراے اسلام در توحید خداے تعالیٰ و نعت رسول الله اقدام می‌نمایند و مدائح سایهٔ ایزد تعالیٰ می‌سرایند - مذمّت شعرا کردن از نادانی است و ایشاں را سبکرو داشتن از گراں جانی - ثنا و مدحت شعرا سبب دوام ذکر کرام است و موجب بقاے عظام - اکرام شعرا و احترام فضلا بر ارباب دولت و اصحاب ثروت از واجبات است ، "اَکرِمِ الشّاعر فانّه ابقاک - شعراے وافر فضل مالک رِقابِ کلام اند و مستوجب اکرام و احترام ' "اَکرِموا الشُّعراءَ و اعظِموهم فانّهم ملوکُ الکلامِ" - شعرا را درجه ایست بلند و مرتبه ایست ارجمند - صیت فضائل شعرا رونده ایست عالم‌نورد و مسافرے است جہاں گرد - ذکر شعرا بر صفحهٔ روزگار مخلّد است و بر صفحهٔ لیل و نہار مؤبّد - هر چیزے که اندروست فانی است مگر سخن که آں جاودانی است ، نظم :

چوں هنر از عیب فراواں شود
مرغ زبردستِ سلیماں شود

خرابی پذیرد بناے دیار
سخن تا قیامت بود یادگار

رسیدم ، مرتبهٔ شعرا بلند دیدم .'' قصّهٔ تمام باز گفت و این حدیث فرمود ، حدیث : اِنَّ لِلّٰہِ تعالی کَنزًا تحتَ العرشِ مِفتاحُهٗ اَلسِنَةُ الشُّعراءِ ''.

ضمیر منیر شعرا مطلع انوار یزدانی و مخزن اسرار سبحانی است . در استنباط معانی و ارتباط مبانی سخن می‌نمایند که اِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحرًا و از غایت صفاے باطن در وصف مَلَکی می‌آیند ، بیت :

(۱) ز آتش فکرت چو پریشاں شوند
با مَلَک از جملهٔ خویشاں شوند

فضیلت شعرا از حدّ تقریر بیروں است و مرتبهٔ ایشاں از اندازهٔ بیاں افزوں . چوں ایں آیه منزل شد که وَ جِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَ قُدُورٍ رّٰسِیٰتٍ '' رسول‌للّٰه ، صلّی‌الله علیه و سلّم ، را ایں بیت امرؤالقیس یاد آمد ، بیت :

سَیِّدٌ یُطعِمُ فِی‌الْمَحْلِ عبط الیعملات
بجفان کالجواب و قدور راسیات

غیرتے در دل رسول (صلعم) در آمد و تغیرے در بشرهٔ مبارک او پدید شد . و فرمود که ، ''قَطَعَ اللّٰهُ لِسانَ اِمرَؤالقیسِ فانَّهٗ سابِقُ الْوحیِ بِخمسةِ آیةٍ تمامٍ .'' و ایں مسطور است که فرداے قیامت امرؤالقیس را زباں بریده بر انگیزند . چوں آتش غضب رسول بیارامید و التهاب اضطراب به سکوں انجامید ، فرمود که ''لَو تنزّل الوحیَ بعدَ الانبیاءِ نزّلَ علَی الشُّعراءِ و الفصحاءِ ، بیت :

(۲) پیش و پس بارگه کبریا
پس شعرا آمد و پیش انبیا

آناں که پے غلط کرده اند و ره به جاے نبرده اند ، در مذمّت شعرا زباں کشاده اند و بهتاں غوایت بر ایشاں نهاده اند ، '' وَ الشُّعراءُ

(۱) ایں بیت از نظامی گنجوی است . (۲) ایں بیت نظامی گنجوی است .

بگوید که کسے را در آں محلِ تخطیه نباشد ، اما ترکیب و ترتیب الفاظ
و معانی که موافق طبعِ سلیم نباید ساقط نباشد ۔ از وجه وضع لغت
آں را شعر نتواں گفت ۔ و لیکن شعرائے باریک بیں و فضلائے خرده چیں
آں را شعر نگویند ، زیرا که هر کرا قوّت ناظمه در تصرّف آمده باشد ،
هر سخنے که بگوید ، اگر خواهد که موزوں شود ، می باید که
ترکیب و معنی به ترتیب پسندیده آید و طبع را سازد ، ایں چنیں
شعر از هر طبعے موجود نشود ۔ طبعے باید فیّاض و درّاک تا به کنهِ
معانی بتواند رسید ، و به الفاظ گزیده ارتباط تواند داد ، و فکر صائب
را کار تواند فرمود ، " الشّعر بیت الفکر " ۔ هر که موزوں طبع باشد ، شعر
نتواند گفت و سخنے چند منظوم تواند کرد ، اما لذّت شعر شعرا دانند ۔
شعر گفتن آساں است و لیکن حق آں گذاردن دشوار ۔ بیت :

گر از موم سازد گلے اوستاد
درو بوے گل چوں تواند نهاد

قسم سوم در حقیقت شعرا

بداں ، ارشدک الله تعالیٰ ، که شاعر دانا را گویند ، و " النّادر "
قافیه گوے باریک بیں را ۔ آفریں بر حکمت واضع لغت باد که شاعر را به
باریک بینی مخصوص گردانیده است ، که اگر ذہن باریک بینی نبودے
میاں شاعر و موزوں طبع ، که به قوّت طبعِ ناظمه چند بیتے فراهم
می تواند آورد ، فرقے پیدا نشدے ۔ موزوں طبع در عالم بسیار است
که قوّت ناظمه دارد ۔ کلام موزوں ، که از موزوں طبع موجود می شود ،
عجب نیست ، اما ارتباط کلام شاعر طرز دیگر است و آں موهبتے است که
کسے را به تعلیم حاصل نشود ۔ بسیار کس باشند که عمر در گفتن شعر
صرف کنند و پندارند که شعر می گویند ، اما نزدیک اهلِ دانش آں شعر
نباشد ، زیرا که لطافت و فصاحت و براعت و سلامت شعر شعرا دیگر است

فصل دوم در حقیقت شعر و شعراء

قسم اول در حقیقت شعر

بدان ، ار شدک الله تعالی ، که شعر را از شعور گرفته اند و شاعر به معنی عالِم باشد ـ امّا ذات باری تعالی را عالم گویند و شاعر نتوان گفت ـ و کلامے که موزون و مقفّی و دالّ بر معنی باشد ، آں را **شعر** گویند ـ و اگر موزوں باشد و معنوی اما مقفی نباشد ، آں را **خسروانی** گویند ـ و اگر مقفّی باشد و موزوں امّا دالّ بر معنی نباشد ، آں را **طیّانی** گویند ـ و آنچه موزوں باشد و درو قافیه و معنی نباشد آں را **لغو** گویند ـ

چوں ایں سه شرط ، که رعایت آں واجب است بر شاعر ، نگه داشته شود ، باید که شعر را از **تجرید** نگاه دارد ـ و **تجرید** قافیهٔ مُعیبه و نا مستقیم را گویند ـ اگر نگاه ندارد در قافیه اختلال افتد و فاسد شود ـ و ایں فساد را **سناد** هم گویند ـ **سناد** آں باشد که حرکات لازمهٔ ما قبل حروف **رَوِی** چناں چه **توجیه** و **رس** و **نفاذ** و مانند ایں مختلف شود یا در حرفے که آوردن آں در قافیه از لابدی است اختلاف افتد ـ حاصل : حرکت ما قبل حرف **رَوِی** را **توجیه** گویند ، ـ و **رس** حرکت ما قبل الف **تاسیس** را گویند ـ و **تاسیس** الفے باشد ساکن ما قبل حرف **رَوِی** ، مثاله " در " و " بر " ـ هر حرفے ساکن که در آخر بیت افتد و ما قبل آں یک حرف یا بیش ازآں متحرّک آمده باشد ، و ما قبل آں متحرّکے حرف ساکن باشد و ما قبل آں ساکن حرف متحرّک باشد ، چناں که " دلبری " و " پروری " ـ

کیفیّت ایں حروف و حرکات در قسم قافیه بیاں کرده خواهد شد ـ

چوں ایں شرائط موجود شده باشد ، باید که از **ایطا** و **شایگان** و **تضمین** احتراز کرده آید اگر کسے ایں جمله شرائط در شعر نگاه دارد وشعرے

مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال
منقار در آب شور دارد همہ سال

فصل سوم در بیان قافیہ و ردیف

قسم اوّل در بیان قافیہ

بداں، ارشدک اللہ تعالی، کہ **قافیہ** را از قفو گرفتہ اند، و قفو از پس در آمدن باشد ۔ و **قافیہ** را ازاں **قافیہ** گویند کہ از پس کلام می آید، و تتمّۂ بیت بدو می‌باشد - شعرائے باریک بین و فضلائے سخن چیں در وصف قافیہ اختلاف کردہ اند و بہ انواع سخن گفتہ۔ نزدیک اخفش هر کلمۂ کہ در آخر بیت آید قافیہ است، و بعضے کلمۂ کہ پیش ازآں آمدہ باشد آں را هم قافیہ شمردہ اند، و قومے نصف آخر بیت را قافیہ گرفتہ اند ۔ گروهے از عرب **قافیہ** قصیدہ را می‌گویند، اما نزدیک خلیل از حرفے ساکن کہ در آخر بیت افتد و ماقبل آں یک حرف یا بیش ازآں متحرّک آمدہ باشد و ماقبل آں متحرّک حرفے ساکن باشد ، ماقبل آں ساکن حرفے متحرّک آں مقدار قافیہ باشد، بیت :

دل ز من بستد بہ شوخی دلبرے
دلبرے، شیرین لبے، جاں پرورے

بریں قول "دلبرے" و "پرورے" قافیہ باشد ۔ و بعضے گفتہ اند کہ حرف **روی** بہ نفسہ قافیہ است، امّا ایں در پارسی روا نباشد ۔ و در شعر عرب ایں را **سناد** گویند و عیب است، زیرا کہ اگر کسے شعر بگوید و "در" و "بر" قافیہ گیرد و بعدہ بہ ضمّۂ "دال" و "با" "دُر" و "بُر" بیارد، بطلان قافیہ باشد کہ اگر **روی** بودے بطلاں نیامدے، زیرا کہ حرف **روی** دریں صورت بہ حال خود می‌ماند و لیکن حرکت **توجیہ** مختلف شود ۔ پس معلوم

نخست از عین عنایات الهٰی نظرے می‌باید تا کسے را شعر گفتن ممکن شود ، و بداند که شعر چگونه می‌باید گفت ۔ شعر گفتن کار هر کسے نیست و این کار هر کسے را میسر نمی‌شود ، بیت :

(۱) بلبل عرش اند سخن پروراں
باز چه مانند بدین دیگراں

فیض فضل ربانی در هر طبیعتے نازل نمی شود و از هر فرزند نرشیح نمی‌کند ، نظم ،

(۲) ماهها باید که تا یک پنبه دانه ز آب و گل
شاهدے را حله گردد یا شهیدے را کفن

سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

قرنها باید که تا یک کودکے از لطف طبع
عالمے گردد نکو یا شاعرے صاحب‌سخن

مثل شاعرے که سخن پخته می سازد و موزوں طبعے که نظم خام می‌پردازد رفتار کبک و روش زاغ است ۔ چناں که این هر دو شعر می‌گویند و آں هر دو راه می پویند ، امّا رفتار کبک گزیده است و روش زاغ ناپسندیده ، بیت :

هزار زاغ سیه‌رو فدا کند هردم
بر آں رهے که کند کبک پاکشے رفتار

طائفه که خود را شاعر می دانند و اهلیت آں ندارند ، خاطر ایشاں با دقائق شعر آشنا نشده است و حقائق آں در نیافته ۔ نمی دانند که در شعر ترکیب الفاظ خوش آینده و معانی لطیف و غریب می باید ، بیت :

---

(۱) این بیت از نظامی گنجوی است (۲) ابیات ذیل از حکیم سنائی است

دریں بیت ''را'' حرف روی است و ''واو'' ردف است ۔ مثال ردف بہ ''الف' بیت :

ہر کہ بود مستِ مےِ عشق یار
تا بہ قیامت نشود ہوشیار

دریں بیت ''را'' حرف روی است و ''الف'' ردف است ۔ مثال ردف بہ ''یا'' بیت :

جانا دلم از عشق نمی گردد سیر
امروز غمت بیش شد از دی و پریر

دریں بیت '' را'' حرف روی است و ''یا'' ردف است ۔

تاسیس الفے باشد ساکن ما قبل حرف روی ۔ و میان **تاسیس** و حرف **روی** حرفے باشد متحرّک کہ آں را **دخیل** گویند ' بیت :

بہ آب دیدہ وصالش نمی‌شود حاصل
چہ سود ازاں کہ بود دیدہ روز و شب سایل

دریں بیت ''لام'' حرف **روی** است ' و ''صاد'' و ''یا'' **دخیل** است و ''الف'' **تاسیس** ۔

وصل : ہر ''ہا'' و ''یا'' کہ بعد از حرف روی افتد آں را ''وصل'' گویند ' بیت :

چنیں بہ نالہ و زاری چہ نالی انصاری
کہ ہیچ نالۂ زارے نمی‌کند یاری

دریں بیت ''را'' حرف روی است ' و ''یا'' وصل ' و ''الف'' ردف است ۔ بیت :

اے گرد ماہ روے تو از مشک دایرہ
رویت بہ حسن در ہمہ آفاق نادرہ

شد که حرف روی مجرّد قافیه نیست ، بلکه حرف روی با **توجیه**
قافیه است و **توجیه** حرکت ما قبل حرف روی را گویند . چون شعر
مردف به ردف شود با **حذو** قافیه باشد و چون **موسس** شود با **رس**
قافیه باشد ، و آنچه بعد از حرف روی افتد **دخیل** باشد ، چون هاے
«ساده» و «تره» و «جا» و «پا» باشد چون «یارے» و «دلبرے» و
یا **تخییل** و **خروج** باشد چون «ساده است» و «تره است» و «یارے
است» و «دلبرے است» ، و یا «ام» باشد چون «گفته ام» و «کرده ام»
و همچو این نمونه‌ها مکرر دارد و یا ردیف مشهور باشد و یا **ردیف مظهر**
باشد یا [illegible] چون [illegible] و مانند این .
و قافیه را حروف و حرکات لازم شود که آوردن آن را لابدی باشد ،
و از همان آن حروف قسم چهارم نیست که حرف روی آن است که بیت
بدان تمام [illegible] شود و مدار قافیه بر آن باشد ، بیت :

ای ز لبت چاشنیے در شکر
وے ز خطت مشک به خون جگر

درین بیت «ر» حرف روی است . **ردف** : هر حرفے که از حروف
مد و لین(۱) پیش از حرف روی باشد آن را **ردف** گویند ، و حروف مد
و لین سه است «واو» و «الف» و «یا» و نظیر هر سه نموده
می‌شود ، ردف «واو» بیت :

ای گرفته از رخت خورشید نور
چشم بد از روے زیبای تو دور

---

(۱) [illegible] حرف علت ساکن را گویند که حرکت **ما قبلش** موافق آن باشد [illegible] ما قبل مضموم و «یاے» ساکن **ما قبل** مکسور و الف ساکن ما قبل مفتوح باشد . **لین** حرف علت ساکن ما سواے الف [illegible] ما قبلش مفتوح باشد

(۱) اے راحت جاں در رخ زیباے تو دیدن
ما را ھوسے نیست بجز بر تو رسیدن

حرکات توجیه: حرکت ما قبل حرف روی را توجیه گویند ، و حَذْو حرکت ما قبل ردف را گویند ، و **مجری** حرکت روی را گویند ۔ و حرف روی ساکن باشد و لیکن به علّتے متحرّک شود و آں از سبب وصل و یا از سبب ردف و یا از سبب مسند باشد ۔

زائده: حرفے که بعد از حرف روی افتد ، حرکت آں را زائده گویند ۔ **اشباع :** حرکت دخیل را اشباع گویند ۔ **رس :** حرکت ما قبل الف تاسیس را رسّ گویند ۔ چوں ایں دانسته شد ، بباید دانست که قافیه **مقیّد** است ۔ و **مقیّد مطلق** آں باشد که حرف روی آں ساکن باشد ۔ و ایں بر شش نوع است * اول **مقیّد مجرّد** چوں " برد " و " نرد " ، " چمن " و " سمن " و امثال ایں ۔ دوم **مقیّد مردّف به ردف** چوں " کار " و " بار " ، " زبان " و " دهان " و امثال ایں ۔ سوم **مقیّد مقارن** ، و ایں بر چهار طریق است : طریق اوّل **مقارن مجرد** چوں " گفت " و " سفت " ، " گرم " و " نرم " و امثال ایں ۔ طریق دوم **مقارن مردّف** چوں " تاخت " و " باخت " و امثال ایں ۔ امّا آخر **مقارن مجرّد** و **مقارن مردّف** اگر " نون " در آید آں را **ذیل** گویند ، چوں " گفتن " و " سفتن " " تاختن " و " باختن " ۔ طریق سوم **مقارن موَصّل** چوں " سفته " و " گفته " ۔ طریق چهارم **مقارن مردف موَصّل** چوں ، " داشته " و " گذاشته " " دوخته " و " سوخته " و امثال ایں ۔

---

(۱) در آخر ایں بیت دالِ " دن " که حرف روی است بر نون تکیه کرده است ۔ و ایں " نون " مسند است ۔

* یعنی (۱) مقیّد مطلق (۲) مقیّد مجرّد (۳) مقیّد مردّف به ردف (۴) مقیّد مقارن (۵) مقیّد مشتبه (٦) مقیّد مشابه مزید ۔

دریں بیت " ها " وصل است و " را " حرف روی است ، و " یا "
و " دال " دخیل و " الف " تاسیس است ۔

خروج : هر الفے کہ بعد از " هاے " وصل آید آں را خروج گویند ۔ و آں بر سہ طریق افتد : نخست آں کہ " ها " متحرّک باشد ، مثالہ :

(۱) انصاریت بہ جاں بکشد نازهاے تو
از بندہ عجزها ، ز خداوند نازها

دوم آں کہ " ها " ساکن باشد و بعدہ " است " در آید و یا " ام " و مانند ایں در آید ، و ایں جملہ را خروج گویند ، بیت :

(۲) آں یار دلفریب ز من رو نهفتہ است
چشمم ز آرزوے رخش شب نخفتہ است

سوم آں کہ " الف " و " ها " مکتوب باشد و ملفوظ نباشد ، مثالہ

(۳) تا دیدہ ام کہ بر مہت از مشک دائرہ است
حالات من ز عشق تو هر لحظہ سائرہ است

در بیت اول " الف " خروج است ، و در بیت دوم " است " خروج است ، و در بیت سوم " سین " و " تا " خروج است و " ها " و " الف " ملفوظ نشدہ است تا بیت موزوں شود ۔

مسند : هر " دال " و یا " نون " را کہ ساکن باشد و بعد از حرف روی افتد مسند گویند : مسند بہ دال ، مثالہ : *

(۱) مہر من و جفایت افسانۂ جہاں شد
خود نیک و بد بہ عالم هر گز نہاں نماند

مسند بہ " نون " مثالہ ،

---

* در آخر بیت (۱) نون " ند " کہ حرف روی است بر دال تکیہ کردہ است ۔ و ایں دال مسند است ۔

آں هم بر دو شکل آید به **ردیف مظهر** و به **ردیف مضمر** :
شکل اوّل اضافت به **ردیف مظهر** چوں "سرِ من ، سرِ تو ، سرِ او "
شکل دوم اضافت به **ردیف مضمر** چوں "سرم ، سرت ، سرش " - نوع
سوم به **وصل** و **خروج** چوں " دمدمها ، زمزمها " و مانند ایں ۔
نوع چهارم به **ردف** و **وصل** ، و آں هم بر دو شکل آید : شکل
اوّل به " ها " چوں " دیده ، شنیده " و " دوده ، سوده " و " دانه ،
خانه " - اگر در مثل ایں قوافی با " انه " بگویید (۱) روا باشد ،
زیرا که شرائط قافیه بر قرار ماند ، و ایں قافیه را **مرکّب** گویند
و در همه شعر یک جا آوردن روا باشد - شکل دوم به " یا " چوں
" کاری ، یاری " و " روزے ، سوزے " - نوع پنجم مردّف به **ردیف** و
ردف ، و ایں هم بر دو شکل آید : شکل اوّل به **ردیف مظهر**
چوں " یارِ من ، یارِ تو ، یارِ او " و مانند ایں ، و شکل دوم به
ردیف مضمر چوں " جانم ، جانت ، جانش " و مانند ایں - نوع ششم
به **ردف** ، **وصل** و **خروج** چوں " خارها ، کارها " و مانند ایں - نوع
هفتم **مؤسّس** و **موصّل** ، و ایں هم بر دو شکل آید : شکل اوّل به
" ها " چوں " دائره ، نائره " و شکل دوم به " یا " چوں " دیوانگی ،
فرزانگی " و " بارگی و یکبارگی " و ایں قافیه را " **مقارن مطلق** هم
گویند ، زیرا که به محلّ حرف **رَوِی** متحرّک می افتد - نوع هشتم
مؤسّس با **وصل** و **خروج** چوں " دائره است ، نائره است " - نوع
نهم **مسند** و آں بر هشت طریق آید : طریق اوّل **مسند** به الف و
نونِ صفت چوں " گذران ، نگران " - طریق دوم **مسند** به الف و
نونِ جمع چوں " صفدران ، سروران " - طریق سوم مردّف به الف

---

(۱) مثلاً " دزدانه " و " پیرانه " وغیره -

پنجم **مقیّد مشتبه** چون "غارت" و "تجارت" و "عادت" و "سعادت" و امثال این - و این قافیه را مشتبه ازآن گویند که بعضے از حرف روی در شبهه می افتد ' و نمی دانند که حرف روی درین قافیه "را" را گرفته و یا "تا" و "دال" را گرفته اند - و در "تجارت و غارت" ' "عادت و سعادت" حرف روی در حقیقت "تا" است - امّا در "تجارت و غارت" اگر "را" مکرّر نشود ' و در "عادت و سعادت" اگر "دال" مکرّر نشود ' شعر ناطبوع آید ' وگرنه فسادے دیگر نیست - و این قافیه را **ملازم** نیز گویند - ششم **مقیّد مشابه مزید** چون "دانست ' توانست" و "خارید ' بارید" - و این را مشابه مزید ازآن گویند که به قافیه مؤسّس ماند - امّا درین قافیه حرفے که در محلّ **دخیل** می افتد ' مکرّر می‌شود و **ذیل** هم دارد ' بنا بر آن مؤسّس نگویند - و یا "تا" و "نون" هم ذیل شود چون "دانستن ' توانستن" و امثال این و مذیّل به "هاے" مؤصّل هم آید چون "دانسته ' توانسته" و "خاریده ' باریده" -

قافیهٔ مطلق : مطلق آن باشد که حرف روىِ آن متحرّک باشد - و این را مطلق ازآن گویند که حرکت دارد - و مقیّد را ازآن مقیّد گویند که حرکت ندارد -

و قافیهٔ مطلق بر نُه نوع است * : نوع اول مؤصّل و این بر دو شکل آید ' شکل اوّل وصل به "ها" چون "ذرّه ' برّه" و شکل دوم وصل به "یا" چون "سروری ' مهتری" - نوع دوم اضافت به ردیف ' و

---

* یعنی (۱) مؤصّل (۲) اضافت به ردیف (۳) وصل و خروج (۴) ردف و وصل (۵) مردّف به ردیف (۶) ردف وصل و خروج (۷) مؤسّس و مؤصّل (۸) مؤسّس با وصل و خروج (۹) مُستَند -

" دعام ' دعات ' دعاش " . و اگر در قافیہ حرف **رَوِی** " واو " افتد

ہم بر دو طریق آید : طریق اوّل چناں کہ " رویم " رویت '

رویش " ، و طریق دوم " روم ' روت ' روش " . و اگر در **قافیہ حرف**

رَوِی " یا " افتد ' ہم بر دو طریق آید : طریق اوّل چناں کہ " رہی ام '

رہی ات ' رہی اش " ، و طریق دوم چنانکہ " رہیم " رہیت ' رہیش " .

نوع دوم **مردّف مظہر** بہ یک کلمہ یا بیش ازاں چنانکہ

باشد کہ بعد از **قافیہ** کلمۂ آوردہ شود چنانکہ " بر ' تر " **قافیہ**

گرفتہ باشد ' و بگوید کہ " بر دارد ' تر دارد " ، و اینجا " **دارد** "

ردیف شرد . و ایں را **ردیف مظہر** گویند . و اگر قافیہ با **ردف**

باشد چناں کہ " یار دارد " کار دارد " ہمیں حکم است . و اگر دو

کلمہ آرد چناں کہ " نثار گوہر و زر " " شمار گوہر و زر " دریںجا

" گوہر و زر " را **ردیف** خوانند ' و ایں جملہ یک **ردیف** است . و

بعضے ایں را **ذو ردیفین** گویند . و اگر سہ کلمہ آرد چناں کہ

" سلطاں زر و گہر بخشید " و " فراواں زر و گہر بخشید " . دریںجا

" زر و گہر بخشید " را **ردیف** گویند و ایں جملہ یک **ردیف باشد** .

و بعضے **ذو ردف** گویند و ایں پسندیدہ نیست .

ہر چند سخن کہ بعد از **قافیہ** افتد آں را **ردیف** باید

گفت ' و ایں صنعت بہ غایتے رسد و بہ نہایتے کشد کہ از مصراع

جز یک لفظ کہ **قافیہ** اوست نیز باقی نماند ' بیت :

اے یار توئی کہ دل ربودی از من

عیّار توئی کہ دل ربودی از من

و ازیں بالغتر نیز باشد چناں کہ جز **قافیہ** و **ردیف** در

مصراع حرف دیگر نماند .

و نون صفت چون "جویان، پویان". طریق چهارم مسند به الف و نون جمع چون "یاران، دلداران". طریق پنجم مردّف مسند به دال چون "بازد، تازد" و "ریزد، خیزد". طریق ششم مردّف مسند به نون چون "کشیدن، دیدن". طریق هفتم مسند به الف صفت چون "جویا، گویا". طریق هشتم مسند به حرف ندا که آخر اسم افتد چون "یارا، نگارا".

قسم دوم

در بیان ردیف

بدان، ارشدک الله تعالی، که ردیف چیزے را گویند که وراء فرس و راکب نشیند و نشست او بر عجز باشد. و در صنعت شعر ردیف آن است که حرفے از حروف ضمیر و یا یک کلمه یا بیش ازآں بعد از اتمام قافیه آورده شود. و این را ردیف از آن گویند که بعد از قافیه می‌آید، چنانچه ردیف بعد از راکب بر عجز بیت می نشیند. و این صنعت ابداع پارسیان است، شعرای عرب نگفته اند مگر متأخران.

درین صنعت شعر بر دو نوع آید، نوع اول مردّف به حرف ضمیر و این را مردف مضمر گویند. و آن چنان باشد که [illegible] قافیه حرف ضمیر آورده شود چنانکه "دلبرم، دلبرت، [illegible] اگر قافیه با [illegible] باشد همین حکم دارد چنان که "یارم، [illegible] یارش" و اگر قافیه با وصل باشد، میان وصل و حروف [illegible] "ها" در آید چنانکه "به رهام، به رهات، به رهاش". و [illegible] قافیه حرف روی "الف" باشد، بر دو طریق آید: طریق [illegible] چنانکه "دعایم، دعایت، دعایش". و طریق دوم چنان که

و در آں عیبے ظاهر شود ، لائق تشنیع و در خور سرزنش گردد ۔ پس بیان معائب بر بیان صنائع مقدم داشتن اولی‌تر باشد ۔

شاعر را واجب است که اوّل از عیب شعرا احتراز کند ، بعد از آں در صنعت التزام کند ۔ عیبها ، که در ارتباط کلام و ترکیب و ترتیب شعر افتد ، بسیار است و بیاں کردن آں دشوار ۔ امّا چند عیب که دانستن آں واجب است و نمودن آں ممکن ، دریں قسم باز نموده شود ۔ و یکے از آں ایطا است به معنی پایمال کردن باشد و در شعر تکرار قافیه را گویند ۔ و آں بر دو نوع است ، ایطاے مظهر و ایطاے مضمر ۔ ایطاے مظهر آں باشد که لفظ قافیه بعینه مکرّر شود ۔ امّا قافیهٔ که در اوّل مصراع مطلع شعر آمده باشد ، تکرار آں جائز است ۔ و آں قافیه را مَلِک گویند ۔ و ایں جواز بنا بر آں است که در اوّل مصراع بیت رعایت قافیه شرط نیست ، امّا مطلع را براے زیبائی مصرّع می کنند ۔ و مصرّع آں باشد که در هر مصراع قافیه نگاه داشته شود ، و بسیار اشعار غریب از مطلع تا مقطع مصرّع آمده است ۔ و ایطاے مضمر آں باشد که حرف اصلی حرف روی نگاه داشته شود چناں که " پنهاں ، آساں "، بعده بیاید که " جنباں ، خیزاں "، همچنیں " زمیں ، کمیں " آمده باشد بعده " مهیں ، کهیں " آید ۔ اگر کسے " دانه ، خانه " گفته باشد بعده بگوید که " یانه " یکجا روا باشد و سبب جواز پیش ازیں گفته شده است ۔

امّا اگر کسے شعر مردّف گوید چناں که " وفانه ، جفانه " بعده بگوید که " خانه "، دریں صورت بُطلان ردیف باشد و بیت مقفّیٰ باشد و ایں بیت را مغیّر گویند ۔ تغییر ، بدل کردن

یارا غم هجران تو آورد به جاں
ما را غم هجران تو آورد به جاں

بعضے مثل ایں بیت را همه ردیف گویند و ندانند که شعر بے قافیه نباشد۔ نزدیک اهل دانش در شعر مردّف صفت **قافیه** مبدّل میشود ' زیرا که قافیه را ازآں قافیه گویند که از پس کلام در میآید۔

در شعر مردّف، که درمیان محلِّ **قافیه ردیف** میشود **قافیه** را در وسط بنا کنند ' همچنانکه پیشتر نظیر نموده شده است۔ و لیکن صنعت **ردیف** لطیف است که ایں عیب را مستور میدارد۔ امّا شاعرے وافر فضل و کامل شعور صنعتے ابداع کرده است که لطافتے بر کمال و طراوتے بے مثال دارد و آں را **محجوبه** نام نهاده است۔ و در صنعت صفت قافیه برقرار میماند چنانکه شعرے **ذوقافیتین** بنا کنند و **ردیف** درمیں آں **ذو قافیه** بیارند ' بیت:

آں دلبر نازنیں چو مه دارد روے
با روے چناں خوب تبه دارد خوے

و به یک **قافیه** نیز گفته اند چناں که " شکر دارد ' شکر بارد "

فصل چهارم

در بیان معائب و صنائع شعر

قسم اوّل در بیان معائب شعر

بداں ' ارشدک الله تعالی ۰ اگر کسے شعرے بگوید و در آں هیچ صنعتے نباشد ' خداوندان دانش اگرچه در محلِّ تحسین ندارند و در معرض ترقیق (۱) هم در نیارند۔ و اگر یکے شعرے بگوید

---

(۱) ترقیق - کنایه کردن از چیزے۔

زیادت شود چنانکه " دلبرا ' دلبری " و مانند این ۔ و این خاصۀ شعرای عرب است ' شعرای پارس را گفتن نشاید ۔ و بعضے در شعر پارسی گفته اند و غلط گردانیده اند ۔

سناد اختلاف حروف و حرکات قافیه را گویند ۔ چناں که " گفتن " گفته باشد بعده " کردن " بگوید ' یا آں که " کردن " گفته باشد بعده " بردن " بگوید ۔

حشو قبیح آں باشد که لفظے زیادتے آورده باشد که سخن بے آں تمام است ' بیت :

دشمنت را صداع سر بادا
یا که با این همه کناک (۱) شکم

تزویق ' سیماب اندود کردن است ۔ و به شعر آں باشد که الفاظ مشکل آورده شود ' امّا در معنی و ترکیب لطافت و متانت نباشد ۔

اضطرار ' بیچاره شدن است ' و در شعر آں که کسے معنی لطیف انگیزد امّا عبارت لفظ نیکو انگیختن نتواند و تباه کند ۔

احتیال به معنی حیله کردن است ' و در شعر آں که کسے معنی شعر عربی در پارسی برد و از مدح در غزل آرد و از غزل در مدح برد ۔

اغارت به معنی غارت کردن است ' و در شعر چناں باشد که یکے از شعر کسے از جایے لفظ و از جایے معنی برگیرد و شعر پردازد ۔ و این را **منحول** نیز گویند ۔ اگرچه گفته اند که " منحول کریه از شاعر بد باشد " امّا عیبے فاحش است ۔ و این را اهل سخن حکمے کرده اند که " دزد دینار را دست باید برید و دزد اشعار را زبان " ۔

(۱) کناک = پیچش شکم ۔

باشد و گردانیدن چیزے ، و در شعر آں را که کسے شعر مقفّٰی آغاز کند و بعده ابیات دیگر را به حرف ضمیر یا به نوعے دیگر مردّف گرداند ، مثلاً " حیات ، نهات " گفته باشد بعده بگوید ، که " جفات ، خطات ". یا " شکایت ، روایت " گفته باشد بعده بگوید که " جفایت ، خطایت ".

و اگر کسے شعر مردّف گیرد و به حرف ضمیر مقفّٰی کند ، چناں که " نظرم ، گذرم " گفته باشد و بعده بگوید که " کرم ، دم " همیں حکم دارد . و هر بیتے که در شعر مردّف مقفّٰی ، یا در شعر مقفّٰی مردّف شود ، **تغییر** افتد ، و **تغییر** همیں در شعر یکجا رواست ، و سبب جواز پیش ازیں گفته شده است .

شایگاں آں را گویند که کسے لفظے قافیه " و جدان " گرفته باشد ، بعده لفظے آرد که آں جمع باشد ، چناں که " ریحان ، بستان " آورده باشد و بعده " خوبان ، یاران " بگوید . و اگر در یک قافیه لفظ جمع بیارد **شایگاں** نباشد ، و اگر مکرّر کند **شایگاں** گیرد .

و ایں نوعے از ایطا است .

اسقاط به معنی افگندن باشد ، و در شعر آں را گویند که شاعر از سبب قافیه حرفے بیفگند ، چناں که " بازو ، پهلو " گفته باشد بعده بگوید که " اکنو " که در اصل " اکنون " است .

اقوا به معنی نیرومند گردانیدن است ، و در شعر آں که حرفے زیادت بیارد و قافیه را بداں تمام کند ، چنانکه " اکنون ، افزون " قافیه گرفته باشد بعده " یکسون " بگوید که در اصل " یکسیون " است . اگرچه " یجوّز للشاعر ما لا یجوّز لغیره " گفته اند ، امّا عیب است .

اشباع به معنی سیر کردن است ، و در شعر آں که بعد از حرف **روی** افتد و حرفے از حروف علّت آورده باشد که در لفظ

ای لطافت به روی تو مظهر
وی ظرافت به خوی تو مضمر

تجنیس : صنعت تجنیس آن چنان باشد که الفاظ هر دو مصراعِ بیت با یکدیگر مانند آورده شود ، مثاله

نپوشم جامهای بر دمادم
بنوشم جامهای تر دمادم

موازنه : موازنه آن باشد که در مصراع اوّل هر لفظی که آمده بود در مصراعِ دوم بر وزن آن بیارند (۱) مثاله :

چشم نبیند چو تو دلبر مردم فریب
باغ ندارد چو تو گلبن راحت فزای

تضمین المزدوج : و این صنعت چنان باشد که دو لفظ یا چهار لفظ مسجّع و متوازی همقرین بیارند ، مثاله :

شد خونِ مشک خشک ز رشک دو زلف تو
خوی تو دزد کرد به بستان رخ سمن

سیاقة الاعداد : و این صنعت راندنِ شمار باشد ، مثاله :

یک روز از دو لعل نگارم سه بوسه داد
وز بهر چارمیں به شش و پنج در فگند

ایراد المعطوفات : و این صنعت چنان باشد که الفاظ بر سبیل عطف در آرند ، مثاله :

جفا و ناز و کرشمه کمینه شیوۂ تست
وفا و مهر و محبّت کمینه پیشۂ ما

تنسیق الصّفات : و این صنعت چنان باشد که بعد از ذکر کسی صفات او بیارند ، (۲) مثاله :

---

(۱) این عبارت را بدین طور خواندن مناسب می نماید : ” بر وزن آن بیارند ولیکن در حروف خواتیم متّفق نباشد“ ـ (۲) نامناسب نباشد اگر درینجا عبارت ذیل هم بیفزوده شود : ” و کسی را یا چیزی را وصفِ مختلف بر پی یکدیگر بیارند “ ـ

سلخ به معنی پوست کشیدن است ' و در شعر آن که لفظ بگردانند و معنی مقرّر دارند -

مسخ به معنی بر گردانیدن صورت به صورت دیگر که بدتر از صورت نخستین باشد ' و در شعر آن که لفظ و معنی به تقدیم و تاخیر بر گردانند و صورت شعر دیگرگون کنند -

نسخ ' نسخه گرفتن است ' و در شعر چناں باشد که یکے تمام شعر کسے را به نام خویش بنویسد ' و این خود از غایت وقاحت (۱) و نهایت سفاهت (۲) باشد . امّا اگر کسے یک بیت مشهور تضمین کند روا باشد - و اگر در بیت مشهور حامل موقوف باشد و بداں احتیاج هم رواست - امّا بیتے که مشهور نباشد ' چون کسے خواهد که تضمین کند باید که به عبارتے که داند و تواند باز نماید که تضمین کرده شده است -

قسم دوم در بیان صنائع شعر

بداں ' ارشدک اللہ تعالیٰ ' که سخن سختۂ زر ریختہ است ' علی الخصوص چون به جواهر آبدار و لآلی شاهوار صنعتے مرصّع شود قلادۂ عرش ضمائر ارباب معانی و بلاغت و اصحاب فصاحت تواند بود -

ترصیع : ترصیع ' نشانیدن جواهر باشد ' و در صنعت شعر آن که هر لفظے در مصراع اوّل آمده بود ' در مصراع دوم به وزن و حرف **روی** موافق آن لفظے بیارد (۳)- و حرف روی اینجا بر سبیل **ترصیع** گفته شده است ' چه حرف **روی** در قافیه باشد ' بیت :

---

(۱) وقاحت = بیشرمی ' بیحیائی ' بےادبی - (۲) سفاهت = فرومایگی ' سبکی عقل ' بیخردی - (۳) یعنی کلمات را مسجّع گردانیدن و الفاظ را در وزن و حروف خواتیم متساوی داشتن را ترصیع گویند -

نسبت نگاه داشته شود ' مثاله :

ای بندهٔ تو دست ملامت ز من مکش
من ناز عشق بس بکشم گرچه سر رود

و این را مراعات النظیر نیز گویند ـ (۱)

متضاد : و این صنعت چنان باشد که چند لفظ بر ضد یک دیگر فراهم آورده شود ' مثاله :

روز و شب چشم به ره دارم و پرسان باشم
مگر از سوی تو بر من خبر آید روزی (۲)

این صنعت را **مطابقه** نیز گویند ـ

استعاره : و معنی استعاره عاریت خواستن است ' و در صنعت شعر آن که لفظی حقیقی را بر سبیل مجاز به کار برند ' مثاله :

از نیش غمزه جانا ' آزار من چه جوئی
زان نوش لب زمانی خوش دار جان ما را (۳)

تشبیه مانند کردن باشد ' و این صنعت چنان بود که چیزی را مانند چیزی کنند ـ و این صنعت را ادوات (۴) برین نوع است ' مثلاً چون ' مانند ' مانا ' آسا ' شکل ' سان ' گوئی ' پنداری ـ

و این صنعت بر هفت نوع آمده است ' **مطلق** ، **مشروط** ، **کنایت** ، **تسویت** ، **عکس** ، **مضمر** ، و **تفضیل** ـ

تشبیه مطلق : و این صنعت چنان باشد که چیزی را با چیزی مانند کنند به ادات تشبیه ' مثاله :

---

(۱) و مراعات النظیر در شعر آن است که چیزهایی را جمع کنند که از جنس یکدیگر باشند مثلاً

از مشک همی تیر زند نرگس چشمت زان لالهٔ روی تو زره ساخت ز عنبر

درین بیت مشک و عنبر ' نرگس و لاله ' تیر و زره نظیر یک دیگر اند ـ (۲) درین بیت روز و شب ضدّ یکدیگر باشد ـ (۳) درین بیت نیش غمزه و نوش لب استعارت است ـ (۴) ادوات = (جمع ادات) ' آلات حصول چیزی ـ

شکوفهٔ عارض و بادام چشم و پستهٔ دهان
بنفشهٔ خطّ و گل اندام و یاسمن رخسار

ارسال المثل : و این صنعت چنان باشد که در بیت ضربِ مثل کرده شود ، مثالہ :

رنج هجران می‌کشم من بر امید وصل تو
هر کرا طاؤس باید رنج هندستان کشد

ارسال المثلین : و این صنعت چنان باشد که در یک جا دو مثل آورده شود ، مثالہ :

همدم بلبل به چمن بلبل است
صحبت گل هر سحرے با گل است

ارسال الامثال : و این صنعت چنان باشد که در یک بیت سه مثل یا زیاده ازان آورده شود ، مثالہ :

کردار نیکو خوش بود ، باشد بدی را بد خرد
در مرغزار این جهان چیزے که کاری بدروی

طرد عکس : و این صنعت چنان باشد که هر لفظ که بیارند بعدهُ بازگونه کنند ، مثالہ :

یاسمن رنگ روے تو دارد
روے تو رنگ یاسمن مهِ من

اشتقاق شگافتن را گویند ، و در صنعت شعر چنان باشد که چند لفظِ مشتق در کلمه بیارند ، مثالہ :

شد دانش من عقیلهٔ من
عقل است عقال مرد عاقل

متناسب : و این صنعت چنان باشد که در ارتباط الفاظ

تشبیهٔ تفضیل : و این صنعت چنان باشد که چیزیرا با چیزے مانند کنند و ازین عدول کنند و مشبّه را بر مشبّه به تفضیل دهند ، مثالہ :

روئیش گل است بلکه ز گل تازه و تر است
ور گویمش که ماه ، ازو نیز انور است

تصحیف (۱) : و این چنان باشد که به گردانیدن لفظے و حرکتے و یا نقطهٔ و یا تقطیع و فصل اصلِ معنیِ سخن باز گردد و در بعضے مورد مدح هجو شود ۔ و آن بر دو نوع است **منتظم و مضطرب** ۔ منتظم آن باشد که به مجرّد گردانیدن لفظ یا حرکت بگردد ، مثالہ :

تاج دین نیکو سیر بر ما ست

---

(۱) یک مثال لطیف تصحیف ذیلاً آورده می‌شود ۔

به تجنیس و به تقلیب و به تصحیف
ز روے یار خواهم ضدّ شرقی

درین بیت شاعر می گوید که به چندین صنعت از روے محبوب ضدّ '' شرقی '' یعنی '' غربی '' می خواهد ۔ اگر از '' غربی '' نقطهٔ غین معجمه را محو کنند '' عربی '' می شود ۔ و چون حروف '' عربی '' را بگردانند '' ربیع '' می گردد ۔ و در زبان پارسی '' ربیع '' را '' بهار '' می گویند ۔ اگر نقطهٔ '' بهار '' را از زیر به بالا برند '' نهار '' می شود ۔ و '' نهار '' به معنی '' یوم '' است که مقلوب آن '' موے '' می باشد ۔ و '' موے '' را در عربی '' شعر '' می خوانند ۔ و '' شعر '' به معنی '' بیت '' هم می آید و '' بیت '' را در عربی '' دار '' نیز هم می گویند اگر '' دار '' را مقلوب کنند '' راد '' می گردد ۔ و چون بر راے '' راد '' نقطهٔ دهند '' زاد '' می شود و '' زاد '' را در پارسی '' توشه '' می گویند چون همه نقطه هاے '' توشه '' را محو کرده در زیر یک نقطهٔ دهند '' بوسه '' می گردد ۔ و مطلوب شاعر از ضدّ '' شرقی '' همین '' بوسه '' می باشد ۔

رویت چو گل است تازه و تر
بالاے تو گوئیا کہ سرو است

تشبیہ مشروط : و این صنعت چنان باشد کہ چیزے را با چیزے مانند کنند بہ شرط ، مثالہ :

رخت گل است گر از گل بنفشہ بر روید
خط تو پرّہ اگر پرّہ عنبرین باشد

تشبیہ کنایت : و این صنعت چنان باشد کہ ادات تشبیہ را بیفگنند و از مشبّہ بہ مشبّہ بہ کنایت کنند ، مثالہ :

دمی نمائی رخ تو بہ چشم گریانم
ہوا چو ابر کشد آفتاب ننماید (۱)

تشبیہ تسویت : و این صنعت چنان باشد کہ یک صفت خویش ، و یک صفت معشوق و یا صفت دو کس با چیزے مانند کنند ، مثالہ :

تن من چون میان تو تارے است
دیدہ چون لعل تو گہر بارے است (۲)

تشبیہ عکس : و این صنعت چنان باشد کہ دو چیز را ذکر کنند و آن را بدین مانند کنند و این را بدان ، مثالہ :

در تماشاے چمن کردن تو وقت سحر
گل چو رویت بود و روے تو چون گل باشد

تشبیہ مضمر : و این تشبیہ چنان باشد کہ چیزے را با چیزے مانند کنند و آنچہ مقصود بود در ضمن آن باشد ، مثالہ :

خرشید توئی و تافتہ من میدانم
چشم تو بخواب و بخت من میخسپد (۳)

---

(۱) درین بیت رخ و آفتاب ، و چشم گریان و ابر تشبیہ کنایت است ۔
(۲) درین بیت تن و میان ، و دیدہ و لعل تشبیہ تسویت است ۔
(۳) درین تشبیہ از روے چو خرشید معشوق تافتہ (= آزردہ و رنج و محنت کشیدہ) بودنِ عاشق و از چشمِ خواب آلودِ معشوق خفتہ بودنِ بختِ عاشق مضمر میباشد

سبزه سرسبز شد اے سرو رواں دیگر بار
باد خوش می‌وزد آں بادۂ گلرنگ بیار

اگر در صنعت حرف زائد در آخر کلمه افتد آں را **بدیل** می‌گویند چناں که "سبز ' سبزه " - و اگر حرف زائد در اوّل کلمه افتد آں را **متوجه** گویند چناں که " دام ' مدام " -

تجنیس مرکّب : چناں بود که لفظ متجانس یکے یا هردو مرکّب بود ' و ایں صنعت بر دو نوع است ' اوّل آں که از دو لفظ متجانس یک لفظ مرکّب باشد ' مثاله :

آں کس که بود به فضل و دانش
تحقیر مکن ' بزرگ دانش

دوم آں که هردو لفظ متجانس مرکّب باشد ' مثاله :

چیزے تراش کن چو به دست تو کاردست
آں به بود ترا که نداری ز کار دست

تجنیس مفروق : و آں صنعت چناں باشد که دو لفظ متجانس آورده شود در لفظ متشابه و در خط مختلف مثاله :—

دی نار زد چو حسرت دینار در دلم
امروز بهر ایں به خیالے شتافتم (۱)

تجنیس مردّد یا مُزْدَوَج : و ایں چناں باشد که در آخر ابیات دو لفظ متجانس پهلوے یکدیگر آورده شود - اگر در لفظ تجنیس حرفے زیادت افتد هم روا بود ' و دو نیز هم رواست ' مثاله :

دل ز دستم برد آں عیّار یار
در غمش ماندم چنیں غمخوار خوار

---

(۱) دریں بیت به " دی نار " و " دینار " تجنیس مفروق است -

اگر بر را نقطه بگردانند هجو شود ۔

مضطرب : آں باشد که بعضے حروف از یک کلمه و بعضے از کلمهٔ دیگر تقطیع و فصل فراهم کنند و جز آں مقصد که در بیت باشد معنی دیگر روے دهد ' مثاله :

آخر بچه آزرده شد استی از ما

چوں الف را از " آخر " قطع کنند ' هجو شود ۔

تجنیس ' گونه کردن باشد ' و در شعر چناں بود که کلماتے که از یک گونه باشد به گفتن یا نبشتن فراهم آورده شوند ۔ و ایں صنعت بر هشت نوع است ' **تجنیس تام** ' **ناقص** ، **زائد** ، **مرکّب** ، **مفروق** ، **مزدوج** ، **مطرّف** ، و **تجنیس خط** ۔

تجنیس تام : و ایں صنعت چناں باشد که دو کلمه یا بیشتر در خط و لفظ موافق یک دیگر باشند و در معنی مختلف ' مثاله :

ای زلف دلکش تو به از نافهٔ خطا
چشمت که تیر زد نشود هرگز آں خطا

تجنیس ناقص : و ایں صنعت چناں باشد که کلمات متّفق الحروف و مختلف الحرکات و المعنی بیارند ' و ایں را **تجنیس مختلف** هم گویند ' مثاله :

اے روے جانفزاے ترا لذّت شکر
وے موے دلفریب تو موبند جاں شکر

تجنیس زائد : و ایں آں چناں باشد که دو لفظ متجانس به حروف و حرکات متّفق آورده شوند امّا در اوّل یا در آخر یک کلمه یا حرفے زیاده باشد ' مثاله :

نباشد امّا پیش از قافیه لفظی به مثل سجع متوازی آورده شود و آن را بر سبیل مجاز قافیه گفته اند به حسب آن که متقدّمان نبشته اند ، مثاله :

جانا ، جمال خویشتن از ما نهان مدار
باز آ که می کنیم به راه تو جان نثار

درین بیت در ''نهان مدار'' و ''جان نثار'' صنعت ذو قافیتین است . و این صنعت بر انواع دیگر هم می‌آید ، اوّل آن که قافیهٔ دوم از قافیهٔ اوّل مشتق باشد ، و این به غایت پسندیده است ، مثاله .

ای یافته ز عنبر زلفت مشام شم
دانم نداشت است چو لعل تو جام جم

دیگر آن که حرف **رَوِیِ** هر دو قافیه پسندیده‌تر آید ، مثاله :

سعدی چرا تو یک امروز از برای خدای
به کلبهٔ من بیچارهٔ گدای در آی

و اگر کسی سه قافیه نگاه دارد از غایت بلاغت باشد ، و آن را **ذوالقوافی** می گویند ، مثاله :

شکوفه های دلاویز بر کشید چمن
نسیم غالیه هر سوی در دمید سمن

و اگر کسی سه قافیه نگاه‌دارد و شعر را **مردّف** هم کند بلیغ تر باشد مثاله :

کنون که رونق بستان بهار پیدا کرد
مرا هوای رخ آن نگار شیدا کرد

مقفّاء مصدّر : و اگر کسی در صدر هر بیت التزام قافیه کند آن را **مقفّاء مصدّر** می گویند ، مثاله :

تجنیس مطرَّف : و ایں صنعت چناں باشد که دو لفظ متجانس را همه حروف متّفق باشند الاّ حرف طرف یعنی حرف آخریں ' مثاله : (۱)

تا دلم در عشق آں دلبر فتاد
هیچ می‌نارد ز من آں یار یاد

دریں بیت در " یار " و " یاد " تجنیس مطرَّف است .

تجنیس خط : و ایں صنعت چناں باشد که دو لفظ آورده شود که در خط متجانس یکدیگر باشند و در لفظ مختلف ' مثاله :

ماهرویا در انتظار وصال
همچو خال تو حال من سیه است

دریں بیت در " حال " و " خال " تجنیس خط است .

مقلوب بعض : و ایں صنعت چناں باشد که دو کلمه آورده شود و چوں بعضے حروف یک کلمه را تاخیر و تقدیم کرده شود عین دوم گردد ' مثاله :

اگر قریب نباشد رقیب تو با تو
مرا ز روے چو ماهت چرا بود دوری

دریں بیت در لفظ " قریب " و " رقیب " صنعت مقلوب بعض است . و ایں صورت را نیز **مجنّح** گفته اند .

ذوقافیتین : و ایں صنعت چناں باشد که در شعرے دو قافیه نگاه داشته شود ' اگر چه به دقیقت قافیه از یکے بیش

---

(۱) مثال دیگر تجنیس مطرّف :

از شرار تیغ بودے بادساراں را شراب وزطعان رمح بودی خاکساراں را طعام

دریں بیت در شرار و شراب و در طعان و طعام تجنیس مطرّف است .

سرو گر گوید چو قدّت راستم
مشنو از وے این سخن چوں نیست راست

اگر گمان رود کہ سرو راست نیست درست است و اگر گمان رود کہ سخن راست نیست هم درست است ۔

حسن المطلع آں باشد کہ شاعر جهد کند کہ مطلع شعر یعنی اوّل بیت بہ غایت لطیف و دلآویز بود ' مثالہ :

اے همہ شکل دلآویز ترا دادہ خدائے
جاے آں است کہ در دیدۂ ما گیری جاے

حسن المقطع آں باشد کہ تتمۂ شعر بہ الفاظ متین و دلآویز کردہ شود ' مثالہ :

اگر مجال بود دوستاں بگوییدش
همیں قدر کہ گرفتار تست انصاری

حسن الطّلب آں باشد کہ شاعر از ممدوح چیزے بہ صریح نخواهد و لیکن بہ طرحے بهتر و وجهے احسن کہ بہ ادب نزدیکتر باشد و در پردۂ لطافت مخفی بود مثالہ :

مرا زمانۂ جافی جفا نمودہ بسے
بزرگوارا انصاف من ازو بستاں

تعجّب : تعجّب آں باشد کہ شاعر از چیزے در شگفت افتد ' مثالہ :

رخش خرشید و من در تاب باشم ' ایں عجب حالے
دل من عاشق و زلفش پریشاں بوالعجب کارے

تجاهل العارف : تجاهل العارف آں باشد کہ شاعر چیزے را بہ چیزے متّصف کند کہ بداند و خود را نادان سازد ' مثالہ :

بماندہ ام بہ تحیّر چو نقش گیرانہ
ندانم آں گل نازک گلے است یا اندام

مرا نگار جفاجوے من نمود عذاب　　دلم در آتش هجران خویش کرد کباب
جدا شدم من ازاں نازنین زیبا روے　　نشد ز چشم من از محنت جدائی خواب

دریں ابیات "مرا" و "جدا" مقفّاء مصدّر است - و اگر کسے در اوّل و آخر هر مصراع التزام قافیه کند آں را **مقفّاء مربّع** می گویند ، مثالہ :

مرا شوریده خاطر چند داری　　چرا بر جان من رحمے نیاری
بیا بنگر که من میرم بزاری　　بلا کردم که کردم با تو یاری

دریں ابیات "مرا" و "چرا" و "بیا" و "بلا" مقفّاء مربّع است - و اگر کسے چار قافیه نگاهدارد و شعر را مردّف کند هم بایه‌تر باشد -

خیاله : خیاله آں باشد که شاعر در سخن معنیے انگیزد که خاطر شنونده بر معنی ظاهر رود و مقصود گوینده جز آں باشد ، مثاله :

نخل بالاے تو کردیم نهاں اندر دل
گر بود بخت مساعد به بر آید روزے

دریں بیت مقصود شاعر آں نیست که نخل بالا به بار آید بلکه به کنار آمدن مطلوب است -

ایهام ، به معنی در گماں افگندن است و در صنعت شعر آں که شاعر در سخن دو معنی انگیزد و بر هر معنی که گماں رود درست آید (۱) مثاله :

---

(۱) اساتذهٔ ایں فن گفته اند که ایں صنعت چناں بود که شاعر لفظے ذو معنیین به کار دارد یکے قریب و یکے غریب تا خاطر سامع نخست به معنی قریب رود و مراد قائل معنی غریب باشد .

حشو متوسّط (۱) در قسم اسامی اشعار و مناسب آن بیان کرده آید ، و **حشو قبیح** (۲) در معائب شاعران بیان کرده شده است .

معکوس : و این صنعت چنان باشد که شاعر نیم مصراع بگوید و نیمے دیگر هم از عکس آن خیزد ، مثاله :

بلبل به فغان آمد ، آمد به فغان بلبل ،
غلغل به چمن بشنو ، بشنو به چمن غلغل

جمع : و این صنعت چنان باشد که میان دو چیز یک صفت جمع کرده شود و آن صنعت را **جامع** هم گویند ، مثاله :

چشم من و لعل تو در فشان آمد
حال من و زلف تو پریشان آمد

---

(۱) **حشو متوسّط** : و این صنعت چنان باشد که کلمهٔ یا سخنے در شعر بیفزایند که افزودن و نیفزودن آن یکسان بود ، نه بغایت شیرینی و رونق را دارا باشد و نه عیبے و قباحتے دارد ، مثلاً :—

ز هجر روے تو اے دلربای سیمین تن
دلم ندیدم ندم شد تنم عدیل عنا

(رشید الدّین وطواط)

درین بیت " دلربای سیمین تن " حشو متوسّط است .

(۲) **حشو قبیح** : و این صنعت چنان است که در شعر کلمهٔ بیفزایند که بس بیجا و بے مورد باشد و شعر را نیز تباه کند ، مثلاً :—

از بس که بار منّت تو بر تنم نشست
در زیر منّت تو نهان و مستّرم (کمالی)

درین بیت لفظ نهان حشو قبیح است که آب شعر را ببرده است چرا که نهان و مستّر هم معنی اند و حاجت این تکرار ناواجب بود . مثال دیگر :—

گر می نرسم به خدمتت معذورم
زیرا رمد چشم و صداع سرم است

درین بیت ذکر چشم و سر با ذکر رمد و صداع آوردن بس قباحتے دارد چرا که رمد جز چشم را و صداع جز سر را نباشد .

اغراق فی الصّفت : اغراق فی الصّفت آں باشد کہ در صفتِ کسے بہ غایت مبالغت رود ، مثالہ :

هزار شاخ کنی گر مثل ز یک موئے
از آں میانِ تو باریکتر بود صد بار

حسن التّعلیل : حسن التّعلیل آں باشد کہ یک معنی را بہ عبارت هرچہ نیکوتر بہ علّت معنی دوم در آرند ، مثالہ :

دلم از دست می شود چوں تو
جام مے را بہ دست می گیری

اعتراض الکلام قبل الاتمام ، آں باشد کہ شاعر سخن آغاز کند و پیش از آں کہ تمام شود ، باز گردد و درمیاں سخن دیگر آرد کہ بے آں معنی تمام بود - و ایں را **حشو** نیز گویند و ایں بر سہ نوع است ، **حشوملیح** ، **حشومتوسّط** **حشوقبیح** :

حشوملیح . ایں صنعت چناں باشد کہ در شعر لفظے بیارند کہ بداں لفظ لطافت سخن زیادہ شود ، (۱) مثالہ :

گل رویت ، کہ باد تازہ و تر ،
از گل نوبهار تازہ تر است

دریں بیت '' کہ باد تازہ و تر '' زیادت است و سخن را بیاراستہ است -

---

(۱) حشو ملیح آں است کہ شاعر سخنے بیفزاید کہ شعر در معنی بداں محتاج نباشد و آوردن آں سخن شیرینیِ شعر را بیفزاید و رونقے دیگر دهد -

مسلسل آں باشد کہ از مطلع تا مقطع ہر بیتے متعلّق بہ بیت دیگر بود ' (۱) مثالہ :

لب و دہان و رخت را چہ مانند اے دلبر
یکی عقیق و دوم غنچہ و سوم گلزار
عقیق و غنچہ و گلزار را بہ عہد تو نیست
یکی بہاء و دوم قیمت و سوم مقدار

غیر محدود آں کہ درو لفظ عدد نباشد ' و ایں بر سہ قسم است ' **موصوف** ' و **مواصف** ' و **غیر موصوف** -

موصوف بر دو طریق آید - طریق اوّلِ موصوف ' مثالہ -

بہ زلف و روے و اندام و لب شیرین تو مانند
شب تیرہ ' مہ روشن ' گل تازہ ' مَی احمر

---

(۱) اوحدی مراغہ را غزلے است در صنعت مسلسل سادہ کہ ہیچ علاقۂ بہ تقسیم ندارد - و آں غزل ذیلاً آوردہ میشود :

غزل

چوں دیدم تا بدید آں خسرو خوباں کہ من
عاشقم وز من بپوشانید رخ چنداں کہ من
در غمش دیوانہ گشتم بے رخش مجنوں شدم
سر بہ صحراها نہادم فاش گردید آں کہ من
خوف بدنامی ندارم بیم رسوائیم نیست
ور بمانم مدتے دیگر چناں میداں کہ من
دل بہ درد او سپارم تن بہ مہر او دہم
واں بلا را کس نداند بعد ازاں درماں کہ من
ہرچہ گویم راست گویم ویں بتر کز ہر طرف
من دواے درد دل پرسان و دل ترساں کہ من
ہم بہ ترک سر بگویم ہم دل از جاں بر کنم
واں زماں درد دلم را چارۂ نتواں کہ من
دل ز غم خوں کردہ باشم خوں ز مژگاں ریختہ
ور چنیں باشد حدیثم کے شود پنہاں کہ من
دیدۂ پر اشک دارم چہرۂ پر خون و دل
وندریں محنت نخواہم شست دست از جاں کہ من
اوحدی را میشناسم طالع خود دیدہ ام
ور تو ہم حالم بدانی رحمت آری زاں کہ من

تفریق : و معنی این جدا کردن است ، و این صنعت چناں باشد که میان دو چیز هم از اوّل تفرقه پدید کنند ، مثاله ;

با رخت نسبتے ندارد گل
که بسے نیست روز بازارش

جمع با تفریق : و این صنعت چناں باشد که میان دو چیز یک صفت جمع کنند و بعده فرق پدید آرند ، مثاله :

من و تو هردو دوست و مست استیم
تو ز جام مے و من از چشمت

جمع با تقسیم : و این صنعت چناں باشد که دو صفت را در یکے جمع کنند و بعده قسمت کنند ، مثاله

ترا که زلف سیاه است و مشکبو بدهد
نسیم را نفس جانفزا و شب را رنگ

تقسیم : تقسیم تجنیس کردن باشد ' و در صنعت شعر آں که هم از اوّل بیتے را تقسیم بنا نهند - و این صنعت بر دو نوع است ، **معدود** و **غیر معدود** امّا معدود آں باشد که درو ذکر اعداد باشد و این هم بر دو طریق آید، **مسلسل** و **مطلق** -

مطلق آں باشد که در مصراع اوّل چند چیز بیارند و بعده در مصراع دوم قسمت کنند ، مثاله :

به زلف و عارض و بالاے تو همی‌ماند
یکے عبیر و دوم لاله و سوم عرعر

چوں حرفہاے اوّل و آخر ہر مصراع جمع کنند "یارب" شود -

تاکید المدح بما یشبہ الذّم استوار کردن مدح باشد
کہ بہ ہجو ماند ، و در سخن ایں صنعت چناں باشد کہ ہر کسے
داند کہ از مدح رجوع خواہد و بناے ہجو خواہد نہاد ، مثالہ :

آزردہ نیست ہیچ کس از دولتت جز آنک
پا از طریق شرع محمّد بروں نہاد

استدراک ، و ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر ابتداے
سخن بر آں نہج کند کہ شنوندہ داند ہجو خواہد کرد ، امّا در
اتمام کلام مدح حاصل آید ، مثالہ :

نامردم و سیاہ دل و سفلہ ایست آں
با چوں تو خوب خلقے کہ کیں آوری کند

المدح الموجّہ ، و ایں چناں باشد کہ شاعر ممدوح را
بہ دو وجہ بستاید ، مثالہ :

اگر بگویم خرشید را کہ بندۂ تست
ز بندگی تو او را بسے شرف باشد

المحتملُ لِلضِّدَّین ، و ایں چناں باشد کہ شاعر شعرے
بگوید کہ درو ہم احتمال مدح بود و ہم احتمال ہجو ، مثالہ :

زہر بہ یاد تو شکر می‌شود
شام بہ روے تو سحر می‌شود

المتلوّن ، و ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر شعرے بگوید
کہ آں را بہ دو وزن بتوان خواند ، مثالہ :

در منِ بیچارۂ بیدل ببین
بر سرِ من رحم کن آخر دمے

طریق دوم موصوف ، مثاله :

به زلف و عارضت مانند نگارا عنبر و لاله
چه عنبر ؟ عنبر سارا ، چه لاله ؟ لالهٔ نعمان

مثال مواصف :

به گاه بزم و اندر رزم داری همّت و هیبت
کزین دلها کنی خرّم وزان جانها کنی ابتر

چه همّت ؟ همّت بخشش ، چه بخشش ؟ بخشش جانها
چه هیبت ؟ هیبت حمله ، چه حمله ؟ حملهٔ صفدر

غیرموصوف : و این در اوّل مجرّد باشد ، مثاله : (۱)

التزام الزم لازم گرفتن است ، و این صنعت چنان باشد که کلمهٔ یا حرفے در هر مصراع و یا در هر بیت یک بار یا دو بار یا بیش از آن لازم گرفته شود ، مثاله :

دلم افتاد در عشقت ، نکردی هیچ دلداری
دمے میده که مارا در غم عشقت دل افتاد است

درین بیت سه بار "دل" لازم داشته شده است -

توشیح : توشیح حمائل در گردن انداختن و آرایش دادن است - و این صنعت چنان باشد که شاعر به طریقے شعر انشا کند که چون اوّل حرف یا کلمهٔ هر مصراع یا اوّل و آخر حرف یا کلمهٔ هر مصراع یا حرفے یا کلمهٔ درمیانهٔ هر مصراع جمع کنند ، اسمے یا کلمهٔ یا بیتے یا رباعیے یا خطبهٔ حاصل آید ، مثاله :

یاد تو دل کشا و جاں افزا
روے تو آفتاب عالمتاب

---

(۱) مثالش در نسخه موجود نیست اغلب که سواد نویسِ این کتاب سهواً ننوشته است -

آمد نوائے جاں فزا صحن چمن شد دل کشا
وز بوئے گل باد صبا بنشست ہر سو عطر سا
بلبل ز باغ دلربا .... (۱)
واں عندلیب خوشنوا بر روئے گل شد مبتلا
اے ساقی گلرخ بیا خوش کن زمانے وقت ما
در دہ مئے گلگوں کہ تا نوشم بہ روئے یار خود

الاسجاع ، و **سجع** بانگ کردن قمری را گویند ۔ و اسجاع بر سہ نوع است ، متوازی، متوازن ، و مطرّف ۔

سجع متوازی : و ایں چناں باشد کہ در آخر دو قرینہ یا بیشتر کلماتی آوردہ شود کہ در وزن و حروف رَوِی متّفق آیند چناں کہ " نوک زبان " و " بوس دھان " ۔

سجع متوازن : و ایں چناں باشد کہ از اوّلِ دو قرینہ یا آخر ، یا از اوّلِ دو مصراع یا آخر ، کلماتے آوردہ شود کہ ہر یک نظیر خویش را بہ وزن موافق باشند امّا بہ **حروف رَوِی** مخالف چناں کہ " افروختہ زمیں " و " افراختہ زماں " ۔ (۲)

سجع مطرّف : و آں چناں باشد کہ در وزن مختلف بود و در **حروف رَوِی** متّفق ، چناں کہ " کوتاہ خردمند بہ

---

(۱) سواد نویس ایں مصراع را درج نساختہ است شاید کمابیش بدیں نور بودہ باشد : " از شوق شد نغمہ سرا " ۔

(۲) مثالش از کلام حافظ شیراز درینجا آوردہ می شود :۔
" ماھے کہ شد ز طلعتش افروختہ زمیں
شاھے کہ شد ز ھمّتش افراختہ زماں " ۔

این بیت را به وزن سریع (مفتعلن مفتعلن فاعلن) می‌توان خواند و هم به وزن رمل مسدّس (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن) -

ردّ العَجُز علی الصّدر : صدر سینه و پیشگاه را گویند و **عَجُز** سرین را ' و در شعر اوّلِ کلمهٔ مصراعِ اوّل را صدر خوانند و آخر کلمهٔ مصراع دوم را عَجُز - و ردّالعَجُز علی الصّدر آن باشد که کلمهٔ صدرِ بیت را در عجُز بیارند ' مثاله :

مقام قدر تو بر ماه فلک آمد
زهے بلند مقام و زهے بلند مقام

و این صنعت مدوّر به هشت دائره هم هست - و این صنعت را بسیار نوع است ' امّا به حقیقت پسندیده از همین یک نوع بیش نیست - و این را **مطابق** نیز گویند - اگر کلمهٔ صدرِ بیت و کلمهٔ عجز به معنیِ مختلف آید بهتر باشد -

المسمّط : و معنی تسمیط مروارید در رشته کشیدن است ' و مسمّط شعرے را گویند که سه مصراع شعر یا پنج یا هفت یا نُه به یک قافیه گفته شوند و در مصراع چهارم ' یا هشتم ' یا دهم مصراع قافیهٔ اصلی نگاهداشته آید و هر بار چنان قافیه را رعایت کنند ' مثاله :

دلم بربود ناگه دلربایے یکے بدخوے ' شوخے ' بیوفایے
به خنده دلفریبے ' جانفزایے به غمزه ناوک اندازے بلایے
به عشقش می‌زنم من دست و پایے مگر روزے در آید در کنارم

و همین طور بعد سوم ' یا پنجم ' یا هفتم ' یا نهم در چهارم یا ششم ' یا هشتم ' یا دهم قافیهٔ اصلی رعایت کرده آید -

مسمّط مسجّع : و این به غایت پسندیده است ' مثاله :

مکرّر : مکرر شعرے را گویند کہ درو بہ دو مصراع بیت یک لفظ دو بار بیارند و در بیت دوم سہ گاں بار بر توالی مکرّر کنند ' مثالہ : (۱)

اگر در هر مصراع لفظے بر توالی مکرّر کنند همیں صنعت است ' مثالہ :

با تو بودن بود صواب صواب
بے رخت زیستن خطا است خطا

و اگر در مصراع آخر هر بیت لفظے بر توالی مکرّر کنند رواست ۔

مکرّر مسلسل : و ایں صنعت چناں باشد کہ قافیۂ هر بیت در صدر بیت دوم مکرّر کردہ شود ' مثالہ :

ستمگرا چہ کنی برمن شکستہ جفا   جفا رها کن و یکرہ دلے بدہ بہ وفا
وفا نکو بود از دلبران نیکو روے   تو ماہ روے کرم کن یکے بہ مهر در آ

لفّ و نشر : لفّ و نشر پیچیدن و باز کردن باشد ' و در صنعت شعر آں کہ در مصراع اوّل چیزے کہ مبهم گویند تفسیر آں در مصراع دوم کنند ' و یا بہ یک مصراع هم آں مبهم و هم تفسیرش در آرند ' مثالہ :

بردی و نبردی اے پری رو
صبر از دل و اندُہ از روانم

---

(۱) سواد نویس مثال تکریر درج نساختہ بود ۔ از تکریرات عسجدی مثالش در ذیل فراهم آوردہ میشود :

من قطرہ قطرہ آب همی بارم ابر وار   هر روز خیرہ خیرہ ازیں چشم اشکبار
زاں قطرہ قطرہ قطرۂ باراں شدہ خجل   زیں خیرہ خیرہ خیرہ دل من بہ هجر یار

از نادان بلند - " و در شعر همین یک نوع سجع متوازی می‌افتد که ازاں شعر مسجّع می شرد ، مثالہ :

بگذار جفا کاری ، رحم آر بر انصاری
کو شد به وفاداری در عشق تو افسانہ

و اگر در هر بیتے هفتگاں کلمۂ متوازی بیارند از غایت بلاغت باشد ، مثالہ :

یارے است ما را دلربا ، دارد جمال جاں فزا ،
رویش به از ترک سما ، زلفش به از مشک خطا ،
سرو رواں غنچه دهاں ، سوسن زباں لالہ رخاں ،
آرام جاں روح رواں ، حورے چناں ماہ سما

یک نوع **مسجّع** متاخّراں ابداع کردہ اند ، و آں چناں است که سه مصراع به یک قافیه می گویند و در مصراع چهارم قافیۂ دیگر می کنند و هر بار بعد سه مصراع چناں قافیه را رعایت کنند مثالہ :

اینک اینک رسید وقت بهار گل بر افگند پردہ از رخسار
گرچه گشت است عالمے گلزار بے گل روے اُو چه کار آید

و دریں صنعت در هر بیتے نیم مصراع هم مکرّر کردہ اند ، مثالہ :

اے جان من ، جانان من ، روے خوشت بستان من
رحمے بکن بر جان من ، بر من شبے مهماں بیا
دارم امید اے نازنیں ، تا با تو باشم همنشیں
مهرے بکن بگذار کیں ، بر من شبے مهماں بیا

منقوط : و این صنعت چنان باشد که دبیر یا شاعر نثرے یا نظمے به طورے تعبیه کند که در آن هیچ حرفے بے نقط نباشد ، مثاله : (۱)

الرّقطاء : و رقطاء چیزے را گویند که بر آن نقطه هاے سیاه و سپید باشند ، و در صنعت آن که در نثرے یا نظمے الفاظے بیارند که یک حرفش منقوط باشد و دیگرے غیر منقوط ، مثاله :

ناز می کن کِ (۲) ناز می کشمت
من کشم ناز آن کِ (۲) ناز کند

الخَیفاء : خیفاء مادیانے یا گوسپندے را گویند که یک چشم او سیاه و یکے کبود باشد ، و این صنعت چنان باشد که نثرے یا نظمے چنان نویسند که جمله حروفِ یک لفظ منقوط و جمله حروفِ یکے غیر منقوط باشند ، مثاله :

ماه ختنے مگر بزینت
دلدار چنین دگر نبینی

الاعنات : و معنیِ اعنات سخت افگندن در کارے باشد ، و این را **لزوم ما لا یلزم** نیز گویند ، و این چنان باشد که پیش از حرف **رَوِی** حرفے التزام کرده می آید که واجب نباشد ، مثاله :

تا زنگ زیر آینهٔ روے آن صنم
خالی نبود دیدهٔ ما یک زمان ز نم

درینجا التزام "ن" در "صنم" و "نم" واجب نبود -

---

(۱) سواد نویس مثالش درج ننموده - مثال منقوط ذیلاً نوشته می آید :

بپیش بتے پیش بین شیخ چشت
بخشتے ز نقش جبینش نبشت

(۲) "کِ" = که -

موصّل : و موصّل پیوسته را گویند ، و در صنعت شعر آن که شاعر بیتے بگوید که حرفے از الفاظ آن در خط فرو نیفتد مثاله :

زلفت صنما نسیم عنبر بخشد
لعل لب تو همیشه شکّر بخشد

و یا هیچ لفظ از الفاظش در نبشتن از هم جدا نشود مثاله (۱)

مقطّع : و مقطّع بریده را گویند ، و در صنعت شعر آن که شاعر بیتے گوید که جمله حروف آن از یک دیگر جدا باشند در خط ، مثاله :

از دوری او در دل دردے دارم
دارم در دل از دوری او دردے

الحذف : و این صنعت چنان باشد که دبیر یا شاعر در نثر یا در نظم یک حرف از حروف منقوط بیفگند یا دو یا زیادت یا چنان کند که در آن هیچ حرف نقطه دار نباشد ، گویا جمله حروف منقوط از آن حذف کرده شود ، مثاله :

دلدار که وعدهٔ وصالم کم کرد
ما را هوس وصال او در هم کرد

---

(۱) مثالش را سواد نویس در نسخه ننوشته است - یکے مثالے از آن در ذیل فراهم آورده می‌شود -

شبمهستبیتمیکشستشیشهبپیش بچنگچنگمغنّیستهمنشستهبپیش

بیت صدر را چون جدا بنویسند این طور بود :—

شب مه است بیت میکش است شیشه بپیش
بچنگ چنگ مغنّی است هم نشسته بپیش

من به دیدار تو حیران و ز خود بیخبرم
تو خود آشفتهٔ خویشی و ز من بیخبری

یک زمانے ز دل شیفته ام دور نهٔ
بس که در خاطر من هر نفسے می گذری

سرو بالاے تو یارب چه بلایے دارد
سبزهٔ نیست بر آن آب تو زان نیز تری (۱)

شور در شهر فگندی که سراسر نمکی
عیش من تلخ چه داری که لبالب شکری

گر ببینی به غم عشق خود انصاری را
چون سر زلف خود آشفته و درهم نگری

و سخن شیخ الاسلام ملک الکلام متبرّک الانام مقبول الخاص و العام **شیخ سعدی شیرازی** ' قدّس الله سرّه العزیز سهل الممتنع است -

و هر صنعتے که درین قسم بیان کرده شد ' گفتن آن بر شاعر آسان است که شعر مطبوع و مقبول آید و با لطافت و ظرافت نماید - و این آوردنی نیست به فضل باری تعالےٰ آمدنی است -

---

فصل پنجم در اسامی اشعار و مناسب ان و عروض

قسم اوّل در اسامی اشعار

بدان ' ارشدک الله تعالی ' که **مَطْلِع** جاے بر آمدن آفتاب را

---

(۱) گمان می شود که سواد نویس درین جا بجاے مصراع ثانیِ این بیت سهواً مصراع ثانیِ بیت ما بعد را جفت ساخته و مصراع آخر این بیت و مصراع اوّل بیت ما بعد را حذف کرده است -

محرّف : و محرّف آن باشد که کسے شعرے بگوید و در آن شعر در هر مصراع و یا در هر بیت چند حرف بیارد که چون آن حروف را مرکّب کنند نام کسے و یا صفت کسے حاصل آید ، مثاله :

(۱) اے — — — — — — — — — — — —

روے — — — — — — — — — — — —

سہل الممتنع : آن باشد که کسے شعرے بگوید و در آن هیچ صنعتے نباشد ، امّا لطافت و سلاست آن به غایت دلپذیر آید و شنونده را ترکیب لفظ و معنی آن آسان نماید و لیکن مثل آن گفتن نتواند ، مثاله :

اے گل باغ لطافت که ز گل تازه تری
فتنۂ اهل دلی ، آفت صاحب نظری

من که باشم که ترا دل بدهم یا ندهم
تو چنانی که دل از دست ملائک ببری

روے زیبائے ترا دیدم و دیوانه شدم
اے پریروے ندانم ملکی یا بشری

شکل خوباں ز پے بردن دل گرچه بلا است
کس بدیں شکل نباشد تو بلائے دگری

---

(۱) سواد نویس مثالش ننوشته و بدیں سان گذاشته است .

مثال محرّف از کلام سعدی شیرازی دریں جا آورده می شود :-

ل و ب بر ل و ب بنهاده باشد تا سحر
م و ی در پیش باشد بسته باشد د و ر
شاعراں بسیار گفته شعرهائے پر نمط
کس نگفته شعر همچوں س و ع و د و ی

و هفت در هفت و یا بیش از آں و در زیر هر بند یک بیت ملائم تتمّهٔ آں بیارد ، و آں را عقده خوانند ـ و **ترجیع** بر هفت نوع است :ـ

نوع اوّل آں که مقفّا باشد و هر بند به قافیهٔ گفته شود ـ **نوع دوم** آں که بعضے بند مقفّا باشد و بعضے مردّف **نوع سوّم** آں که مردّف باشد و هر بند به قافیهٔ و ردیفے باشد ـ **نوع چهارم** آں که مردّف باشد و در همه بندها قافیه و یک حرف **روی** آید و ردیف مختلف گردد، و قافیه را از **ایطا** نگه دارد ـ **نوع پنجم** آں که جمله بندها به یک ردیف باشد و قافیه مختلف گردد ـ **نوع ششم** آں که مردّف باشد و چند قافیهٔ که در بندے آمده باشد در جمله بند ها هماں چند قافیه آوردهٔ شود و ردیف مختلف گردد ـ **نوع هفتم** آں که جمله بند هاے ترجیع به یک قافیه و یک ردیف گفته شود ـ و ایں چنیں **ترجیع** را چوں عقده از میاں دور کنند قصیدهٔ شود **ذوالمطالع** امّا **عقده** بر سه نوم است :ـ

نوع اوّل آں که زیر هر بند هماں بیت مکرّر شود که زیر بند اوّل آمده باشد ـ و ایں از غایت استادی است زیرا که در ارتباط ایں کارے است ـ **نوع دوم** آں که زیر هر بند هر بیتے علاحده آورده شود به یک قافیه ، یعنی به قافیهٔ که زیر بند نخستیں آمده است ، و چوں ایں ابیات را جمع کنند بند دیگر مرتّب شود ـ **نوع سوم** آں که زیر هر بند بیتے به قافیه و ردیف علاحده آورده شود ـ

گویند و بیت اوّل را از شعر مَطْلِع خوانند - و اگر کسے شعرے آغاز کند و چون چند بیت گفته باشد مطلع دیگر بنا نهد و ابیات دیگر بگوید ' آن را **ذو المطلعین** گویند - امّا بهتر آن باشد که سه مطلع کند یا پنج و یا هفت که هرچه ابیات قصائد و مطالع اشعار طاق باشد بدان یمن گیرند - و هرچه مطالع شعر سه یا بیش از آن بود ' آن را **ذو المطالع** گویند - و باید که از مطلعِ اوّل قصیدۂ تا **مقطع** آخر آن قصیده هیچ قافیه مکرّر نشود ' زیرا که این همه یک شعر باشد ' و درمیان بیتے که مصرّع کرده اند از بهر آن است که از صفتے به صفتے دیگر رفتن گزیده و پسندیده نماید و سخن را وسعتے بود -

مُقفّا : در شعرے که ردیف نباشد آن را مقفّا گویند - و چون شعر با دو قافیه شود آن را **ذو قافیتین** گویند و اگر در هر مصراع قافیه آورده باشد آن را **مُصَرَّع** گویند -

خَصی : رباعیے را گویند که مصراع سوم او را قافیه نباشد -

قطعه : شعرے را قطعه گویند که مطلع آن مصرّع نباشد و آن چنان نماید که گوئی از شعر مِطْوَل (۱) بریده اند ' چنانچه قانون است -

قصیده : قصیده آهنگ کردن است یعنی گوینده به چیزهائے که مقصود اوست آهنگ کرده -

ترجیع : به معنی باز گردانیدن نغمه و غیر آن باشد ' و در شعر آن که شاعر چند بند بگوید چنان که پنج در پنج

---

(۱) مِطْوَل = رَسَن ' سرِ مهار -

(۱) چه جرم تیر دگشت آں میان آب رواں
کشیده پهلوے عالی تست کشاده میاں
ملازه صورت و مه سیرتے سریع السّیر
چو تیر راست رو اما خمیده همچو کماں

رباعی : رباعی دو بیتی را گویند که چهار مصراع دارد و چهارگانی نیز گویند ' و بیتِ مطلق هم گفته اند امّا خطا است زیرا که بیت دو مصراع را نام شده است -

سوال و جواب : سوال و جواب آں باشد که در یک بیت یا دو بیت به لفظ گفتم و گفتا یا به طریق دیگر سوال و جواب بیارند ' مثاله :

گفتم شکر است آں لب ' گفتا به ازیں بنگر
گفتم که بده بوسے ' گفتا نتواں دادن

ملمّع آں باشد که یک مصراع پارسی و یکے عربی ' یا یک بیت پارسی و یک عربی یا همیں طور بیش ازاں بیارند - (۲)

کلام جامع : کلام جامع آں باشد که درو از هر نوع چیزے بگویند چنانچه پند ' و حکمت ' و شکایت روزگار و غیر آں در آں باشد -

---

(۱) سواد نویس ایں مثال را بطور صحیح ننوشته و مبهم تر گردانیده است - لهٰذا مثالے دیگر از کلام مؤیّد الملک ابوبکر بن نظام الملک آورده می شود که در نام کنیزک باجمال خود گفته است که '' ینال '' نام داشت :—

علینا نقش کن بر زر بکن حرفے ازو کمتر
پس آں لامش به آخر بر بگفتم نام آں دلبر

یعنی از '' علینا '' حرف عین را حذف کرده لام را چوں به آخر ببرند '' ینال '' می گردد -

(۲) مثلاً : هست کلید در گنج حکیم
بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم

معمّیٰ نابینا کردہ را گویند و در شعر آں کہ نام کسے را پوشیدہ باز نمایند ، و آں بر چہار نوع است :—

نوع اوّل **مُحَرَّف** : و آں چناں باشد کہ از ہر مصراع و یا از ہر بیت یگاں و دوگاں حرف بگیرند و آں را جمع کنند ، نامے بر آید ۔ نوع دوم ، **معدود** : و آں چناں باشد کہ از حساب جمل عددے گرفتہ چوں جمع کنند نامے خیزد ۔ نوع سوم ، **مبدَّل** : و آں چناں باشد کہ لفظے بہ عربی بگویند ، و ہم بہ عربی نامے حاصل آید ، یا آں کہ لفظے بہ عربی بگویند و چوں بہ پارسی برند نامے حاصل آید ۔ نوع چہارم ، **مُحْبِل** (۱) و ایں مقبول و مطبوع است ۔ و ایں چناں باشد کہ بیتے یا رباعیے گفتہ شود کہ بہ نفس خود تمام باشد ، امّا بہ اشارتے کہ در آں رفتہ باشد چوں تامّل کنند ، نامے یا لقبے بیروں آید ، مثالہ :

دل را بہ غم زلف چو شامے بدهم عقل و خرد و ہوش تمامے بدهم
صد جاں اگرم دہید اندر غم او تا بر سر جاں نہم بہ نامے بدهم

" تا " را اگر بر " سرِ جان " یعنی " جیم " نہند " تاج " شود ۔

لُغَز (۲) آں باشد کہ صفت چیزے بیاں کنند و نام آں چیز نگویند و پرسند کہ آں چیست ۔ و ایں را چیستاں نیز گویند ، مثالہ :

---

(۱) مُحْبِل = آبستن گردانندہ ۔

(۲) **لُغَز** سوراخ موش دشتی را گویند کہ بغایت پیچدار باشد و بنا بریں نوعے از کلام مبہم را نیز گویند کہ بہ زبان پارسی چیستاں خوانند ۔

ای توز کرده سینهٔ دشمن به زخم تیغ
افگنده سهم تیر تو در جان شیر ریش (۱)

و اگر کسے دریں صنعت یک مصراع و یا یک بیت گوید چناں که هم راست تواں خواند و هم باز گونه ، آں را **مقلوب مستوی** گویند مثاله : (۲)

آواز ترت زاوا آرام دهد ما را

مقلوب مجنّح : و ایں هم از قسم مقلوب کل است . اگر کسے در صدر بیت لفظے بیارد و در عجُز مقلوب آں آرد آں را مقلوب مجنّح گویند - و اگر در اوّل و آخر هر مصراع آرد آں را هم مجنّح گویند و **معطّف** نیز خوانند - (۳)

---

(۱) در مصراع اوّل ایں بهت از سواد نویس سهوے واقع شده و لیکن مصراع ثانی درست است و شیر و ریش مقلوب یکدیگر اند .

(۲) و مثال دیگر ایں است : شکّر بترازوے وزارت برکش

و مثال یک بیت سالم همچنیں است که قوامی می گوید :

رامش مرد گنج باری و قوت تو قوی را بجنگ در مشمار

اگر ایں بیت را واژگونه خوانند همیں بیت بر می آید .

(۳) سواد نویس مثال مقلوب مجنّح را ننوشته است . و مثالش همچنیں است :-

(۱) ابدا بندهٔ مطاعم آں را که به طبع
بنماید ز بدیهت به تمامی ادبا

(۲) زاں دو جادو نرگس مخمور با کشّی و ناز
زار و گریاں و غریوانم همه روز دراز

در بیت اوّل ابدا و ادبا و در مصراع اوّل بیت دوم زان و ناز و در مصراع دوم زار و دراز مقلوب مجنّح است .

دعای تابید : تابید جاودانی کردن است و در صنعت شعر آن باشد که بگویند تا فلان چیز در جهان خواهد بود تو بمانی ، مثاله :-

تا طویل و بسیط بحر بود   عمر و ملکش طویل باد و بسیط

ترجمه آن باشد که از زبانے به زبان دیگر تربیت سخن کرده آید - (۱)

حامل موقوف آن باشد که بیت اوّل متعلّق بیت دوم بود - (۲)

التفات به معنی باز پس نگریستن یا به گوشهٔ چشم نگریستن است و در صنعت شعر آن که از مخاطبه به مغائبه روند و از مغائبه به مخاطبه آیند - (۳)

و این صنعت را **مهاثله** ، و **مضارعه** ، و **مشاکله** نیز خوانند -

مقلوب : و این صنعت بر دو نوع است ، مقلوب کل و مقلوب بعض -

مقلوب کل : و این صنعت چنان باشد که دو کلمه آورده شود و چون یکے را قلب کنند عین دویم شود ، مثاله :

---

(۱) مثاله : هر آدم هاتف غیبی همی گوید به گوش دل
مشو نومید لاتَیئَسْ ، مخور اندوه لاتَحزَنْ ،

(۲) مثال حامل موقوف ذیلاً درج کرده می آید ، حافظ شیرازی گوید :-

اے باد اگر به گلشن احباب بگذری   زنهار عرضه ده بر جانا پیام ما
گو نام ما ز یاد بعمداً چه می بری   خود آید آن که یاد نیاری ز نام ما

(۳) مثال التفات را سواد نویس مندرج نساخته است - مثالے از آن ذیلاً آورده می شود :-

ما را جگر به تیر فراق تو خسته شد   اے صبر بر فراق بتان نیک جوشنی

حدود قوافی پنج است ، **متکاوس** ، **متراکب** ، **متدارک**

متواتر و **مترادف** -

متکاوس و آں چهار حروف متحرّک و یک ساکن است چناں که فَعَلَتُنْ که از مستفعلُن خیزد و ایں فاصلهٔ کبریٰ است -

و ایں لفظ مشتق از تکاوس است به معنی انبوهی و مزاحمت و به سبب کثرت و تزاحم متحرّکات ایں قافیه را متکاوس می گویند -

متراکب : و آں سه حروف متحرّک و یک ساکن است و در شعر پارسی از چهار افاعیل بیش نیاید ، چناں که فَعِلُنْ ، و مفتعلن ، و مفعول فعل ، و مفاعیل فعل - و معنی متراکب " برهم نشسته " می باشد - و ایں قسم قافیه در شعر سبکتر از متکاوس است -

متدارک : و آں دو حروف متحرّک و یک ساکن است و در شعر پارسی بیش از پنج افاعیل در نمی آید ، چناں که فاعلن و مستفعلن ، و مفاعلُنْ ، و فعولن فَعَلْ ، و مفاعیلُ فَعْ - و متدارک از بهر آں خوانند که دو متحرّک یکدیگر را در یافته و بهم پیوسته اند -

متواتر : و آں یک متحرّک و یک ساکن است و ایں سبب خفیف است و در اشعار پارسی در یازده افاعیل بیش نیفتد ، چناں که مفاعیلُنْ ، فاعلاتُنْ ، فعلاتُنْ ، فعولُنْ ، مفعولُنْ ، فَعْ لُنْ ، فاعلاتن فَعْ ، مفاعیلن فَعْ ، مفتعلن فَعْ ، مفعولن فَعْ - و آں را از بهر آں متواتر خوانند که متحرّک آں را ساکن بر پے است -

متنافر آں را گویند کہ چند لفظ را چناں ترکیب کنند کہ آں را رواں نتواں گفت ، مثالہ :

شب شیر شر تو شیر بنوش

مستزاد آں باشد کہ زیر ہر بیت یا رباعی و یا زیر ہر مصراع چیزے مناسب و ملائم زیادت کنند ، مثالہ : رباعی :

ایّام بہار و من جدا از بر یار
چوں بلبل دل شیفتہ می نالم زار   پیہم شب و روز
افسوس کہ در حسرت آں لالہ عذار
با شور فراق می رود فصل بہار   در گریہ و سوز

و در زیر ہر مصراع ہم گفتہ می شود ، مثالہ : رباعی

تا من بزیم باتو وفا خواہم کرد   بے ہیچ جفا
غمہائے ترا بہ سینہ جا خواہم کرد   از راہ وفا
جز وصل تو آرزو نخواہم کردن   اے راحت جاں
مہر ہمہ دلبراں رہا خواہم کرد   از بہر ترا

اقتباس : معنی اقتباس روشنائی گرفتن است و در شعر چناں باشد کہ آیۂ کلام اللہ یا مصراع یا بیتے معروف از شاعرے در کلام خود تضمین کنند ، مثالہ :

ہر چہ داری خرچ کن در راہ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

ابداع آں باشد کہ شاعر معنیے نو انگیزد چناں کہ سخن بر اصطلاح عوام نباشد و اشعار اصحاب فضل و ارباب فطنت از معانی غریب و الفاظ متین مرتبط شود - (۱)

حدود قوافی و اصناف آں

---

(۱) مثال ابداع از کلام رودکی ذیلاً آوردہ می شود ، :-

ہمی بکشتی تا آدمی نماند شجاع   ہمی بدادی تا آدمی نماند فقیر

بر وزن مَفَاعِیلُنْ ، و " اے خدایم " بروزن فَاعِلَاتُنْ ، و نون تنوین در افاعیل عروضی بنویسند تا مکتوب و ملفوظِ اوزان در حروف یکسان باشد و در فکّ اجزاے بحور از یکدیگر اشتباه نیفتد ۔

باید دانست که عروضیان جزو آخرین را از مصراع اوّل **عَرُوض** گویند و جزو اوّل را **صدر** خوانند ، و جزو اوّل مصراع دوم را **ابتدا** ، و جزو آخرین آں را **ضرب** گویند ۔ و چوب خانه و چوب خیمه را نیز **عروض** گویند ۔ چناں که خیمه را از خیمه چوب چاره نیست شعر را هم از میزان گزیر نیست که بداں قیام می پذیرد ۔

و اوزان شعر در اصل پانزده بحر است ، **طویل** ، **مدید** ، **بسیط** ، **وافر** ، **کامل** ، **هزج** ، **رجز** ، **رمل** ، **سریع** ، **منسرح** ، **خفیف** ، **مضارع** ، **مقتضب** ، **مجتث** ، **متقارب** ۔

و این پانزده بحور را خلیل ابن احمد بنا نهاده است ۔ بعد ازو ابوالحسن اخفش بحر شانزدهم بر آں زیادت کرده که مسمّٰی به **متدارک** است و این را **بحر محدث** نیز گویند ۔ و بعد ازو **بحر قریب** ، و **جدید** ، و **مشاکل** از محدثات متاخّرین است ۔ بنا بر آں که اگر اجزاے **بحر رمل** (فاعلاتن) را محذوف کنند **بحرمتدارک** (فاعلن) حاصل آید ۔ امّا چوں فاعلن یکے از قالبهاے اصل بحور است ، نشاید که مشتق گویند ۔

و این شانزده **بحر** را **هشت قالب** است ، از آں شش قالب **سباعی** است (یعنی هفت حرفی) و دو **خماسی** است (پنج حرفی) و **سباعی** این است : مفاعیلن ، فاعلاتن ، مستفعلن ، متفاعلن ، مفاعلتن ، و مفعولات ۔ و **خماسی** این است : فعولن و فاعلن ۔ و این

متُرادف و آں قافیہ ایست کہ در آخر آں دو ساکن باشد - و در شعر پارسی ایں قافیہ در یازدہ فعل افتد ، چناں کہ مفعولان ، فاعلان ، فعلان ، فعولان ، مفاعیل ، فعول ، فاع ، مفاعیلان ، فاعلییان - فعلییان - و از آں ایں قافیہ را متُرادف خوانند کہ سواکن آں بر پے یکدیگر اند یکے ردفِ دیگرے -

التقاے خاطری و ایں چناں باشد کہ یک مصراع یا یک بیت بعینہ دو شاعر بگویند بے آں کہ یک دیگر را دیدہ باشند یا از آں اطّلاعے داشتہ باشند -

مشاعرہ : آں باشد کہ دو کس یکدیگر را شعر گویند -

قسم دوم
در بیان عروض

بداں ، ارشدک اللہ تعالیٰ ، کہ معنی عروض " معروض " است بر حسب فعول بہ معنی مفعول ، و آں علمے است معروف کہ میزان کلام منظوم است همچناں کہ نحو میزان کلام منثور می باشد - و آں را از بہر آں عروض خوانند کہ معروض علیہ شعر است ، یعنی شعر را بر آں عرض کنند تا موزون آں را از ناموزون و مستقیم آں را از نامستقیم تمیز کنند -

و بناے اوزان عروض بر " **فا** " و " **عین** " و " **لام** " (فعل) نہادہ اند همچناں کہ بناے اوزان لغتِ عرب با تصریف اوزان لغوی و شعری بر یک نسق باشد ، چناں کہ لغویاں گویند ضَرَبَ بر وزن فَعَلَ است و ضاربٌ بر وزن فاعلٌ و مضروبٌ بر وزن مفعولٌ - و عروضیان پارسی گویند " خدایا " بر وزن فَعُولُن است ، و " خداوندا "

(۰ ا ۰) نویسند ، و ایں وتد مفروق است - و چوں سه حرف متحرّک باشد و حرف چهارم ساکن ، سه صفر و یک الف (۰ ۰ ۰ ا) بنویسند ، و ایں فاصلهٔ صغریٰ است - و چوں چهار حرف متحرّک باشد و پنجم ساکن چهار صفر و یک الف (۰ ۰ ۰ ۰ ا) بنویسند و ایں فاصلهٔ کبریٰ است -

چوں ایں دانسته شد ، بباید دانست که حرفے که ملفوظ باشد در تقطیع در آید ، و حرفے که ملفوظ نباشد به تقطیع در نیاید ، چنانچه واو "خواب" و "خور" - و ایں هر دو واو در تلفّظ نیایند پس به تقطیع نیز در نیایند - و آنچه در تقطیع نیاید آں را **عطل** خوانند - و هر نون ساکن که بعد از حرف علّت افتد چناں که "جاں" در تقطیع نیاید ، ولے چوں آں نون متحرّک بود چناں که "جان من" به تقطیع در آید - اما اگر ماقبل "واو" و "یا" مفتوح باشد به تقطیع در آید - چناں که "عین" "لون" - و عروضیاں مدّ و تشدید را بدل حرف گیرند -

و اکثرِ اجزاے شعر در بیتے هشت است ، چناں که در هر بیتے هشت بار مفاعیلن ؛ یا فعولن و غیر آں باشد و زیادت بر ایں روا نباشد - و اقلّ شعر در بیتے دو جزو است چناں که در بیتے دو بار مستفعلن یا فاعلاتن باشد - و هر بیتے که هشت جزو افتد آں را تام گویند - و اگر شش جزو اصلی افتد آں هم تام باشد - چوں از بحر مثمّن یا مسدّس دو جزو نقصاں شود آں را **مجزو** گویند و چهار جزو چوں نقصاں شود آں را

قالبها را از **اسباب** و **اوتاد** و **فواصل** مرکّب کرده اند - و مدار اوزان عروض بریں سه رکن ، **سبب** و **وُتَد** و **فاصله** ، نهاده اند - **سبب** طناب باشد ، و **وُتَد** میخ چوبیں ، و **فاصله** جدائی میان دو دامن - و سبب را دو نوع است **خفیف** و **ثقیل** - **سبب خفیف** یک متحرّک و یک ساکن است چناں که "لَمْ" و آں را از بهر آں **خفیف** گویند که تلفّظ آں سبک می‌باشد - و **سبب ثقیل** دو متحرّک متوالی است چناں که لَکَ - و **وتد** نیز بر دو نوع است **مقرون** و **مفروق** - **وتد مقرون** دو متحرّک و یک ساکن است چناں که "اَلَمْ" و مقرون را **مجموع** نیز خوانند - **وتد مفروق** نیز دو متحرّک و یک ساکن است امّا میان دو متحرّک یک ساکن **می** آید چناں که "رَیْبَ" - و **فاصله** نیز بر دو نوع است **صغرٰی** و **کبرٰی** - **فاصلۀ صغرٰی** سه متحرّک و یک ساکن است چناں که ضَرِبَتْ - و **فاصلۀ کبرٰی** چهار متحرّک و یک ساکن است چناں که عَرَضَهُمْ -

و عروضیاں علامت حرف متحرّک صفر (٥) نویسند و علامت حرف ساکن الف (ا) و چوں یک حرف متحرّک و یک حرف ساکن باشد ، صفر و الف بنویسند (٥ ا) و ایں **سبب خفیف** است و چوں هر دو حرف متحرک باشد دو صفر (٥ ٥) بنویسند و ایں **سبب ثقیل** است - و چوں دو حرف متحرّک و حرف سوم ساکن باشد دو صفر و یک الف (٥ ٥ ا) بنویسند و ایں **وتد مقرون** است که آں را **وتد مجموع** نیز خوانند - و چوں یک حرف ساکن درمیان دو حرف متحرّک باشد ، درمیان دو صفر یک الف

خَرب جمع کردن خرم و کَف است تا از مفاعیلن فاعیل بماند امّا مفعول بجایش نهند و اَخرب نامند ۔

شَتَر جمع کردن خَرْم و قَبْض باشد تا مفاعیلن به افگندن حرف اول و پنجم فاعلن شود و اَشْتَر نامند ۔

کَسْف افگندن حرف متحرّک است از آخر وُتُد مفروق یعنی حرف هفتم مفعولات تا مفعولا بماند و بجایش مفعولن آرند و مکسوف گویند ۔

حَذَذ افگندن وتد مقرون است از آخر رکن تا از مستفعلن مستف و از متفاعلن متفا و از فاعلن فا بماند و فعْلن بجاے مستف ، و فعِلن بجاے متفا ، و فع بجاے فا می‌آرند و اَحَذّ خوانند ۔

قَصْر افگندن حرف ساکن است در سبب خفیف که در آخر رکن باشد و ساکن کردن متحرّک آں سبب تا از فاعلاتن فاعلات بماند و از فعولن فعول و مقصور نامند ۔

قَطع افگندن یک حرف است از آخر وتد مقرون و ما قبل آں را ساکن کردن تا از مستفعلن مستفعلْ بماند و بجایش مفعولن بیارند ، و از متفاعلن متفاعلْ بماند و بجایش فعلاتن بنهند ، و از فاعلن فاعل بماند و بجایش فعلن آرند و مقطوع گویند ۔

صَلم افگندن وتد مفروق است از آخر رکن مفعولات تا مفعو بماند و بجایش فعلن آرند و اَصْلَم نامند ۔

بَتَر مقطوع کردن است بعد از اسقاط سبب خفیف تا فعولن فع شود و اَبْتَر نامند ۔

تشعیث افگندن یک حرف است از وتد مقرون که در وسط باشد تا فاعلاتن فاعاتن یا فالاتن بماند پس مفعولن بجایش آرند و مُشَعَّث خوانند ۔

منهوک (۱) گویند - و در بحرهای شعر **زحف** و **اعتلال** افتد چنان که از مستفعلن، مفتعلن شود و از فاعلاتن، فاعلن گردد - و **زِحاف** بسیار است امّا چند **زحف** درین قسمت ثبت کرده می شود :-

خَرم افگندن حرف اوّل مفاعیلن است تا فاعیلن ماند، و مفعولن بجایش آرند - و **اَخْرم** نامند -

خَبن افگندن حرف دوم است چون ساکن باشد تا مستفعلن متفعلن شود امّا مفاعلن بجایش آرند و **مخبون** نامند -

طَی افگندن حرف چهارم است چون ساکن باشد تا مستفعلن مستعلن گردد اما مفتعلن بجایش آرند و **مطوی** گویند -

قَبض افگندن حرف پنجم است چون ساکن باشد تا مفاعیلن مفاعلن شود و **مقبوض** خوانند -

کَف افگندن حرف هفتم ساکن باشد تا مفاعیلن مفاعیل شود و **مکفوف** نامند -

حَذف افگندن **سبب خفیف** است از آخر جزو تا مفاعیلن مفاعی بماند امّا فعولن بجایش آرند و **محذوف** خوانند -

خَبل اجتماع خَبن و طَی را گویند چنانچه مستفعلن متعلن بماند امّا فعلتن بجایش نهند و **مخبول** گویند -

شَکْل اجتماع خَبْن و کَف است تا فاعلاتن فعلاتُ بماند و **مشکول** گویند -

---

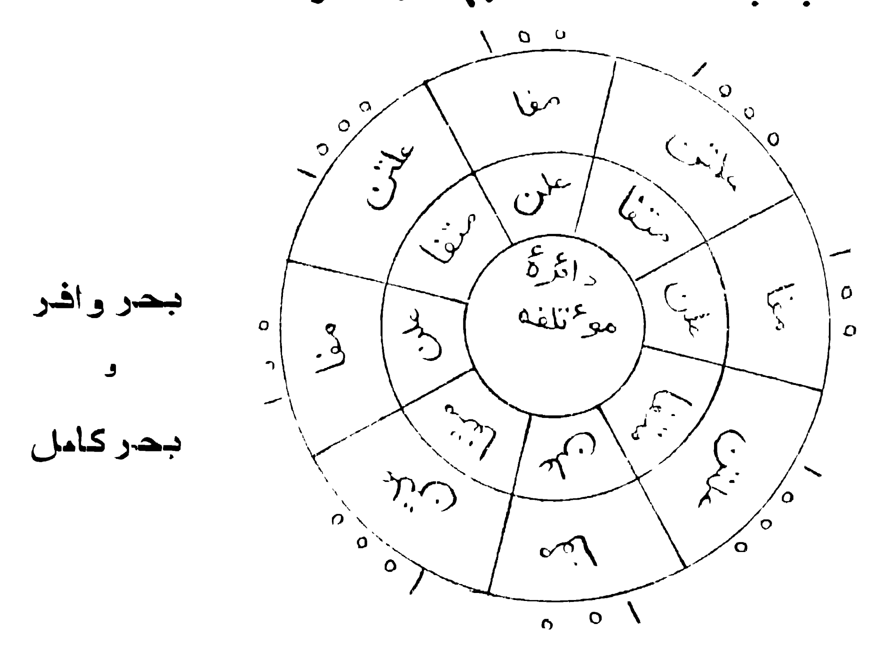
(۱) منهوک = بیمار، لاغر، نزار - و از بحر رجز آنچه دو ثلث آن فته و یک ثلث باقیمانده باشد -

مستفعلن ، مستفعلن‌تن شود و بجایش مستفعلاتن آرند و **مرفّل** نامند -

اذالت در وتد مقرون که آخر رکن باشد یک الف زیادة کردن است پیش از ساکن تا متفاعلن متفاعلان ، و فاعلن فاعلان و مستفعلن مستفعلان شود و **مذال** گویند -

تسبیغ زیادت کردن یک الف است در **سبب خفیف** چون آخر باشد تا فعولن فعولان ، و فاعلاتن فاعلاتان شود که بجایش فاعلییان آرند ، و مفاعیلن مفاعیلان گردد و **مسبّغ** نامند -

این شانزده بحور را در شش دائره قسمت کرده اند و ضابطه نهاده - و آن شش دائره این است ، **مؤتلفه** ، **مختلفه** ، **مجتلبه** ، **متفقه** ، **مشتبهه** ، و **منتزعه** -



بحر وافر (مفاعلتن هشت بار) و **بحر کامل** (متفاعلن هشت بار) از یک دائره است - اگر از مفاعلتن آغاز کنیم **بحر وافر**

ثَلم افگندن حرف اوّل از **فعولن** است تا **عولن** بماند و فعْلن به جایش آرند و **اَثْلَم** نامند.

ثَرَم جمع کردن خرم و قبض است در فعولن تا عولْ بماند و فاع بجایش بیارند و **اَثْرَم** نامند -

غَضب اخرم کردن مفاعلتن است یعنی ساقط کردن حرف اول تا فاعلتن بماند و مفتعلن بجایش آرند و **اَغْضَب** نامند -

قَصَم جمع کردن خرم و غضب است در مفاعلتن یعنی افگندن حرف اوّل و ساکن کردن حرف پنجم تا مفاعلتن فاعلْتن ماند و بجاے آن مفعولن آرند و **اَقْصَم** نامند -

اِضمار ساکن کردن تاے مُتَفاعلن است چناں که مُتْفاعلن ماند و بجایش مستفعلن آرند و **مُضْمر** گویند -

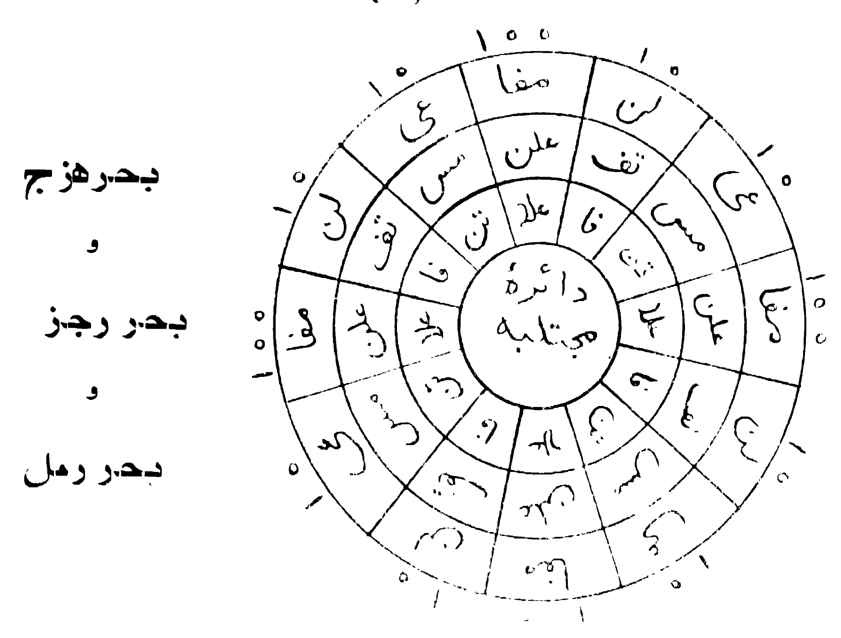
عَصب ساکن کردن لام مفاعَلتن است تا مفاعِلْتن شود و مفاعیلن بجایش نهند و **معصوب** خوانند -

نَقص جمع کردن عَصْب و کف است تا مفاعِلتن مفاعِلْت شود و بجایش مفاعیل بیارند و **منقوص** نامند -

قَطْف افگندن سبب خفیف و ساکن کردن حرف ما قبل آن تا مفاعلَتن مفاعِلْ شود ولے بجایش فعولن می آرند و **مقطوف** گویند -

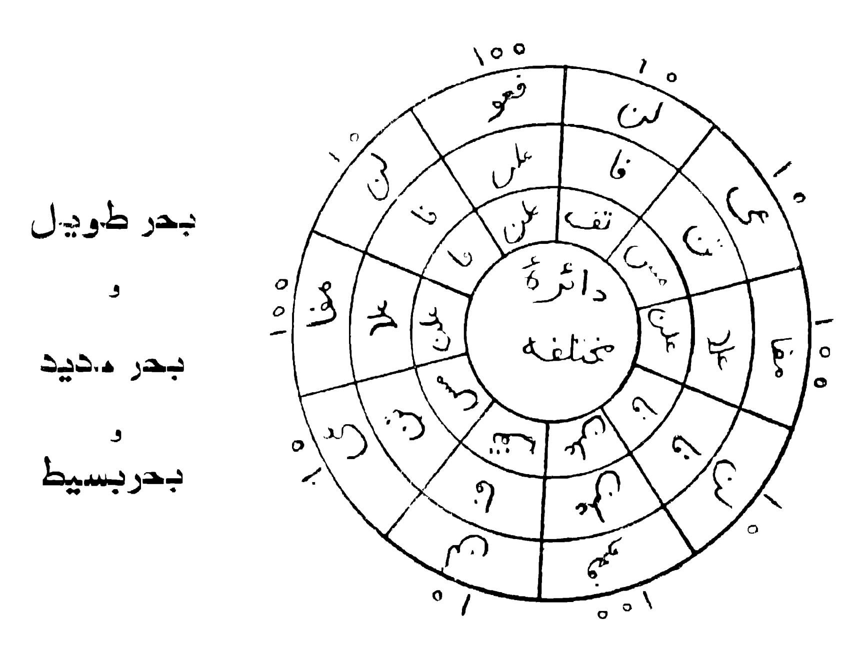
عَقْل قبض کردن است بعد از عَصْب تا مفاعلتن مفاعلن شود و **معقول** خوانند -

ترفیل زیاده کردن **سبب خفیف** است بر **وتد مقرون** تا متفاعلن متفاعلنتن شود ولے بجایش متفاعلاتن بیارند و



مجتلبه آن که چیزے را از جایے به جاے دیگر کشد - **بحر هزج** و **رجز** و **رمل** از اجزاے این دائره است (**هزج** = مفاعیلن هشت بار ، **رجز** = مستفعلن هشت بار ، **رمل** = فاعلاتن هشت بار) اگر از مفا شروع کنیم و مفاعیلن چهار بار بر خانه هاے دائره بنویسیم هزج می شود - اگر از عیلن آغاز نماییم عیلن مفا می شود بر وزن مستفعلن باشد و این **بحر رجز** است - و اگر از لن ابتدا کنیم لن مفاعی می شود که بر وزن فاعلاتن باشد و این **بحر رمل** است - و به سبب جلب ارکان از دائره مختلفه این دائره را مجتلبه نام کرده اند

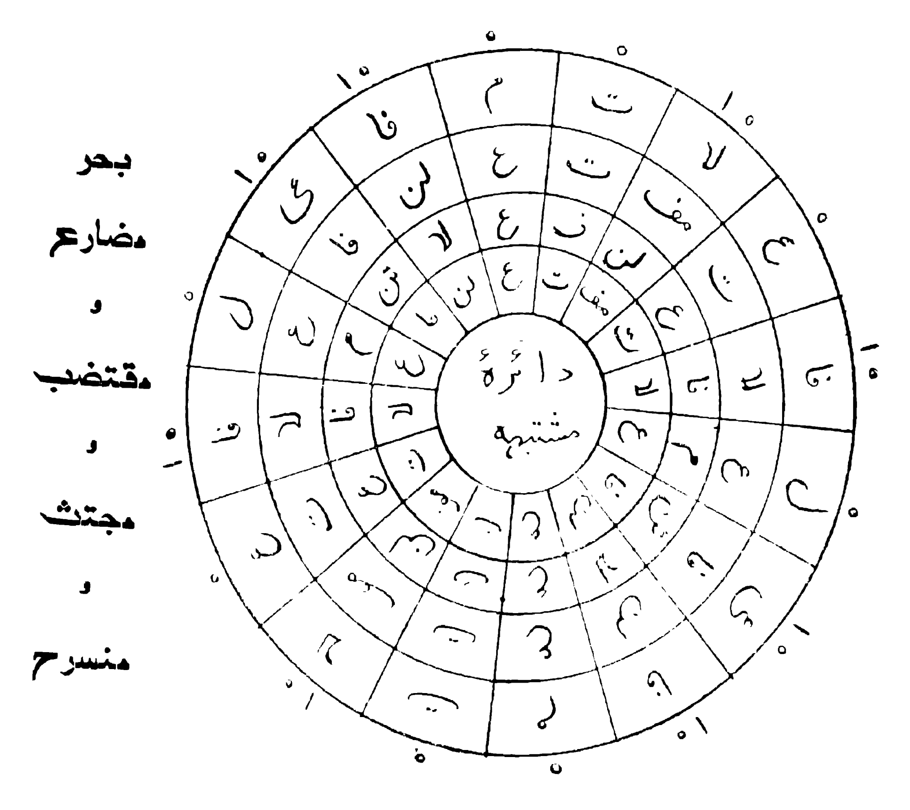
می شود ۔ و اگر از علتن مفا ابتدا نماییم **بحر کامل** می شود که
بجایش متفاعلن آرند ۔ و این دائره را **موتلفه** ازآن گویند
که هر دو بحر باهم ایتلاف (۱) و اتّحاد دارند ۔



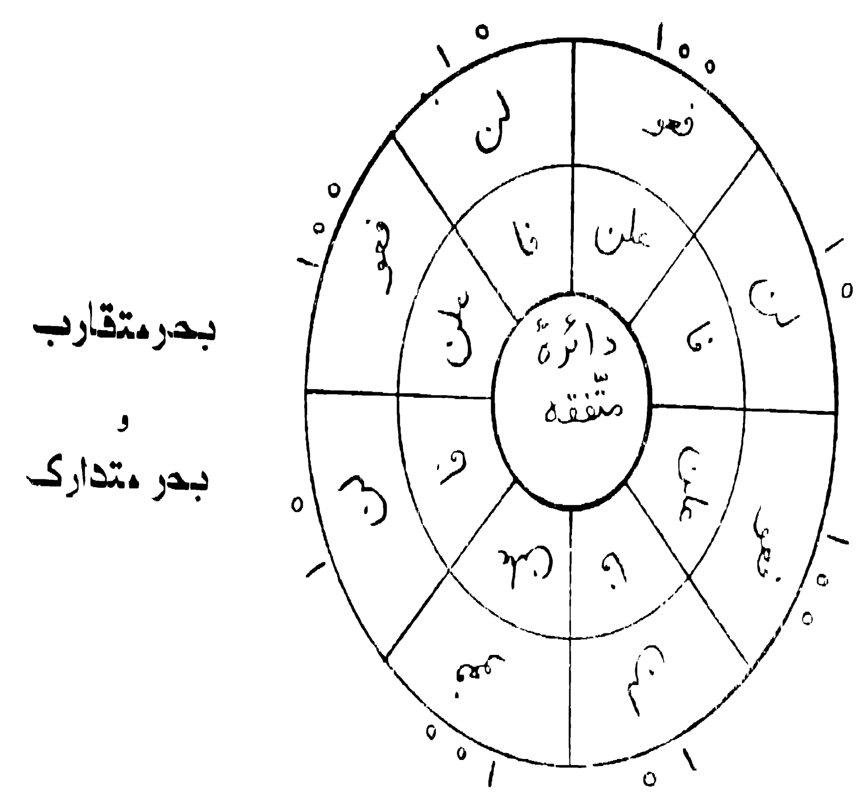
دائرهٔ مختلفه از اجزاے بحر طویل و مدید و بسیط

ساخته اند طویل = فعولن مفاعیلن چهار بار ، و مدید = فاعلاتن
فاعلن چهار بار ، و بسیط = مستفعلن فاعلن چهار بار) ۔ اگر از
فعولن مفاعیلن شروع کنیم **بحر طویل** باشد ، و اگر از "لن"
آغاز کنیم لن مفاعیلن فعو می شود که بجایش فاعلاتن فاعلن
می آرند و این **بحر مدید** باشد ۔ و اگر از عیلن ابتدا نماییم
عیلن فعولن مفا می شود که بجایش مستفعلن فاعلن می دهند
و این بحر بسیط باشد ۔ و به اختلاف ارکان سباعی و خماسی این
دائره را مختلفه نام کردند ۔

ایتلاف = باهم دیگر آمیختگی گرفتن ۔



بحر مضارع (مفاعیل فاعلات چار بار) و **مقتضب** (فاعلات مفتعلن چهار بار) ، و **مجتث** (مفاعلن فعلاتن چهار بار) ، و **منسرح** (مفتعلن فا علات چهار بار) از اجزاء دائرهٔ **مشتبهه** است . اگر از مفاعیل ابتدا کنیم مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات میشود که **بحر مضارع** است . و اگر از عیل آغاز کنیم عیل فا علات مفا ، عیل فاعلات مفا می شود که بروزن فا علات مفتعلن فا علات مفتعلن می آید ؛ و این **بحر مقتضب** است . و اگر از لام مفاعیل شروع کنیم لفا علات مفاعیل فا علات مفاعی می شود که هموزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن است **بحر مجتث** می گردد . و اگر از لات شروع نمائیم لات مفاعیل فا علات مفاعیل فام می شود



متقارب (فعولن هشت بار) تنها یک دائره داشت آن را **منفرده** می گفتند، امّا **ابو الحسن اخفش** از آن **بحرمتدارک** استخراج کرد و آن را **دائرهٔ متّفقه** نام نهاد - چنانچه اگر از فعولن آغاز کنیم و آن را چهار بار بر خانه هاے دائره بنویسیم **متقارب** است - و اگر از لن فعو شروع کنیم فاعلن می شود و آن را چهار بار بر خانه هاے دائره بنویسیم **بحر متدارک** باشد -

(فاعلات مفاعیل مفاعیل دو بار) از اجزای دائرهٔ **منتزعه** است

اگر از مفتعلن آغاز کنیم مفتعلن مفتعلن فا علات می شود که

بحر سریع است . و اگر از تای مفتعلن شروع کنیم

تعلن مفتعلن فا علات مف می شود که بر وزن فعلاتن فعلاتن

مفاعلن است و این **بحر جدید** است و اگر از علن ابتدا کنیم

علن مفتعلن فا علات مفت می شود که بر وزن مفاعیل مفاعیل

فا علات می آید ، و این **بحر قریب** است . و اگر از تای مفتعلنِ

ثانی آغاز نماییم تعلن فا علات مفتعلن مف می شود که بر وزن

فعلاتن مفاعلن فعلاتن است و این **بحر خفیف** می باشد .

و اگر از لات شروع نماییم لات مفتعلن مفتعلن فاع می گردد

که بر وزن فا علات مفاعیل مفاعیل می باشد و این **بحر مشاکل**

است .

درینجا بحور هر دائره و چندے از ازاحیف و منشعبات هر

بحر را با امثله بیان می کنیم :

بحر وافر : بسبب وفور و کثرت حرکات این بحر را

وافر نام نهاده اند . **بحر وافر مثمّن سالم** ، مفاعلتن

هشت بار ، مثاله (۱)

بحر کامل مثمّن سالم ، متفاعلن هشت بار ، مثاله :- (۱)

بحر کامل مثمّن مضمر ، متفاعلن مستفعلن چهار بار ، مثاله :(۱)

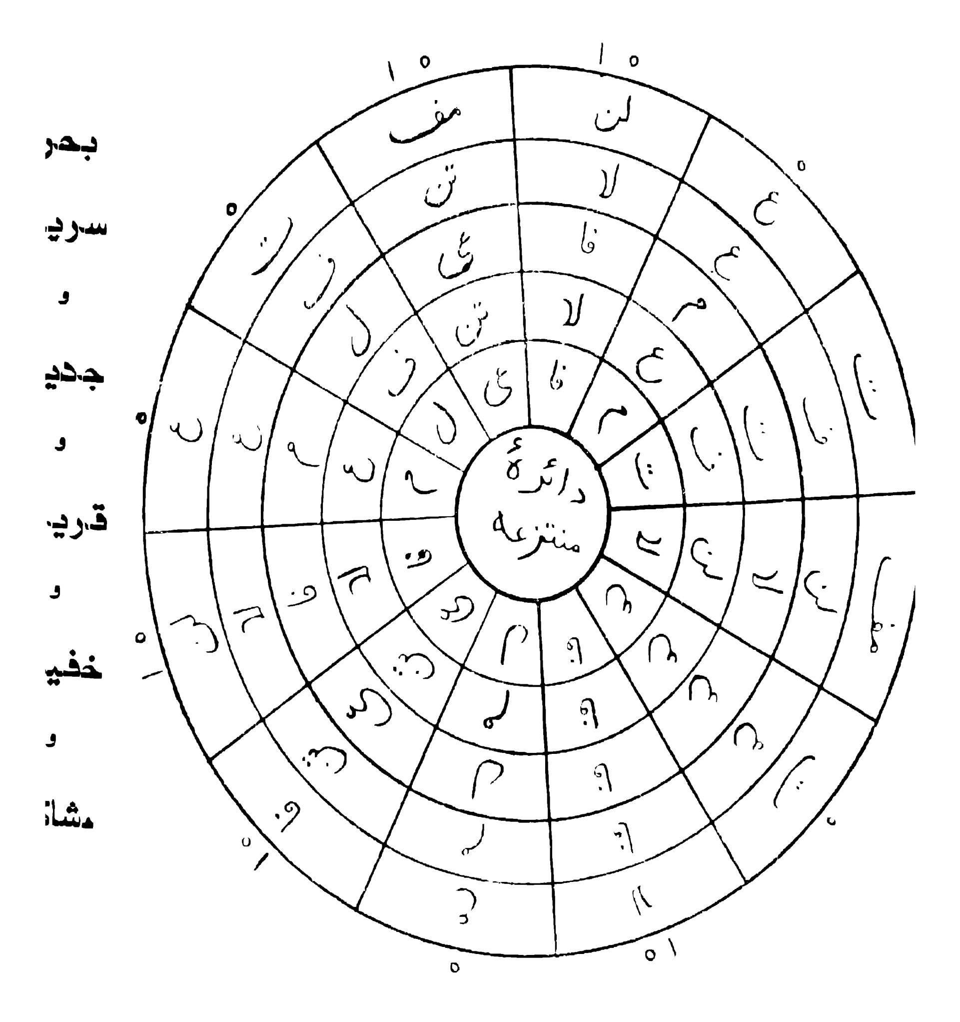
در بحر کامل اگر سالم مقابل مضمر آید یا بالعکس آید

جائز است در یک بیت ، مثاله :

---

(۱) مثال بحر وافر مثمّن سالم سواد نویس درج ذکرده است و

که بروزن مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات می آید و این **بحر منسرح** است ۔ و این دائره را **مشتبه** ازاں گویند که در آں اشتباه مستفعلن و فاعلاتن است ۔



منتزعه آں را گویند که از جایے بر کشیده و بر کنده شود ۔ **بحر سریع** (مفتعلن مفتعلن فاعلات) و **جدید** (فعلاتن فعلاتن مفاعلن دوبار)، و **بحر قریب** (مفاعیل مفاعیل فاعلات دو بار)، و **خفیف** (فعلاتن مفاعلن فعلاتن دوبار)، و **مشاکل**

رکن صلُوا دریں جا بر وزن مستفعلن بجاے متفاعلن آوردہ شدہ است و ایں جائز است -

بحر کامل مسدّس ، متفاعلن شش بار ، مثالہ : (۱)

بحر طویل سالم فعولن مفاعیلن ، چهار بار ، مثالہ : (۱)

بحر طویل مقبوض ضرب و عروض ، فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن دوبار ، مثالہ : (۱)

بحر مدید سالم ، فاعلاتن فاعلن چهار بار ، مثالہ : (۱)

---

(۱) مثال بحر کامل مسدّس و بحر طویل سالم و بحر طویل مقبوض ضرب و عروض و بحر مدید سالم از قلم سواد نویس افتادہ است - مثالے ہر یک ازیں ذیلاً آوردہ می شود :-

مثال بحر کامل مسدّس :-

نکنم بہ یا | رِ کساں طمع | کہ خطا بود
متفاعلن | متفاعلن | متفاعلن
نہ روا بود | کہ چنیں کنم | نہ روا بود
متفاعلن | متفاعلن | متفاعلن

مثال بحر طویل سالم :-

چہ گویم | نگاریٖنا | کہ با من | چہا کردی
فعولن | مفاعیلن | فعولن | مفاعیلن
قرارم | ز دل بردی | ز صبرم | جدا کردی
فعولن | مفاعیلن | فعولن | مفاعیلن

مثال بحر طویل مقبوض ضرب و عروض :-

بدیں عا | شقی ہر کو | دہد پند ہر | مرا
فعولن | مفاعیلن | فعولن | مفاعلن
ہمی گو | ے در گنبد | فشاند | بہ ابلہی
فعولن | مفاعیلن | فعولن | مفاعلن

مثال بحر مدید سالم :-

دل ز ہجرت | اے صنم | خونِ خود را | می خورد
فاعلاتن | فاعلن | فاعلاتن | فاعلن
جاں بہ دستت | اے پسر | جامۂ تن | می درد
فاعلاتن | فاعلن | فاعلاتن | فاعلن

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدّجیٰ بجمالہ
متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
حسنت جمیع خصالہ صلّوا علیہ وآلہٖ
متفاعلن متفاعلن مستفعلن متفاعلن

مثالے از بحر وافر مربّع سالم و بحر کامل مثمن سالم و بحر کامل مثمّن مضمر نیز هم نوشته. مثالے هر یک ازین ذیلاً آورده می شود :-

مثال بحر وافر مثمّن سالم از سیفی :-

چه شد صنما که سوے کسے بچشم وفا نمی نگری
مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن
ز رسم جفا نمی گذری طریق وفا نمی سپری
مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن

مثال بحر وافر مربّع سالم از نصیرالدّین طوسی :-

بدی چه کنی بجاے کسے
مفاعلتن مفاعلتن
که او نکند بجاے تو بد
مفاعلتن مفاعلتن

مثال بحر کامل مثمّن سالم از جمال الدّین حسین :-

به صنوبر قد دلکشے اگر اے صبا گذرے کنی
فتفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
بهواے حا نِ حزین من دل خسته را خبرے کنی
متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

مثال بحر کامل مثمّن مضمر :-

صنما خیا لت را چه شد که بما ندا رد الفتے
متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن
خجلم ز دا غت کز وفا بسرم گذا رد منّتے
متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن

بحر هزج اخرب مکفوف مقصور ، مفعولُ مفاعیلُ

مفاعیلُ مفاعیل دوبار ، مثاله :

اے یار جفا جوے جفا پیشه جفا کار
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل
یکروز کرم کن دل خود سوے وفا دار
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

بحر هزج عروض اخرب محذوف ، مفعولُ مفاعیلُ

مفاعیلُ فعولن دو دار ، مثاله:

انصاری اگر در طلب روز وصالی
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
غفلت ز چه ورزیدی و شب از چه غنودی
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بحر هزج مسدّس عروض و ضرب محذوف ، مفاعیلن

مفاعیلن فعولن دو بار مثاله :

نخواهی بر د جاں انصا ری از وے
مفاعیلن مفاعیلن فعولن
هنوز اے صید مسکیں در کمندی
مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بحر هزج مسدّس مقبوض اخرب : مفعولُ مفاعلن مفاعیلن

دوبارہ مثاله ،

تا روے تو اے نگا ر می بینم
مفعول مفاعلن مفاعیلن
دل را ز غمت فگا ر می بینم
مفعول مفاعلن مفاعیلن

بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف ، مفعولُ

مفاعلن فعولن دو بار مثاله :

اے ماه چو عارضِ تو در خط
مفعول مفاعلن فعولن
لعلِ تو کشیده بر شکر خط
مفعول مفاعلن فعولن

بحر هزج مسدّس سالم ، مفاعیلن شش بار ، مثاله : (۱)

---

(۱) مثال بحر هزج مسدس سالم را سواد نویس درج نساخته است مثالے ازاں در ذیل آورده می شود :-

چو دید آں لو لوے لعلِ تو لا بر لا به لالائی در آمد لو لوے لالا
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر مدید مسدّس ، فاعلاتن فاعلن فاعلاتن دوبار ،
مثالہ : (۱)

بحر بسیط سالم ، مستفعلن فاعلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

بحر بسیط مخبون ، مستفعلن فعلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

بحر ہزج سالم ، مفاعیلن ہشت بار ، مثالہ :

مشو خاموش انصاری اگر در جستن یاری
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
فغان بلبلاں می کن کہ عشق بوستاں داری
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر ہزج اخرب ، مفعول مفاعیلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

غوغا مکن انصاری گر شیفتۂ یاری
مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
آں بہ کہ نہاں داری اسرار ز بیگانہ
مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

---

(۱) مثال بحر مدید مسدّس و بحر بسیط سالم و بحر بسیط مخبون از قلم سواد نویس افتادہ و درج نشدہ است - مثالے ہر یک ازیں در ذیل آوردہ می شود :—

مثال بحر مدید مسدّس :—

غالیہ زلفے سمن عارضے سرو بالایے و زنجیر موے
فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

مثال بحر بسیط سالم از جامی :-

چوں خار و خس روز و شب افتادہ ام در رہت
مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
باشد کہ بر حال من افتد نظر ناگہت
مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

مثال بحر بسیط مخبون :-

روزم سیاہ چرا گر تو سیاہ خطی اشکم عقیق چرا گر تو عقیق لبی
مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن

گردد، و چون **مکفوف** نمایند مفاعیلُ شود، و چون **اهتم** سازند فعولُ شود، و چون **مجبوب** کنند فعَلْ گردد، و چون **جب** را با **خرم** جمع کنند فع گردد و آن را **ابتر** گویند، و چون **هتم** را با **خرم** جمع کنند فاع شود که آن را **زلل** خوانند و چون **اشتر** کنند فاعلن گردد. اوزان شجرهٔ **اخرب** و شجرهٔ **اخرم** این است:

اوزان شجرهٔ اخرب

(۱) مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع
(۲) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع
(۳) مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فَعَلْ
(۴) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع
(۵) مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع
(۶) مفعولُ مفاعیل مفاعیلن فع
(۷) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعولْ
(۸) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع
(۹) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فَعَلْ
(۱۰) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولْ
(۱۱) مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعولْ
(۱۲) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فَعَلْ

اوزان شجرهٔ اخرم

(۱) مفعولن مفعولن مفعولُ فعولْ
(۲) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعولن
(۳) مفعولن مفعولن مفعولُ فَعَلْ
(۴) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فَعَلْ
(۵) مفعولن مفعولن مفعولن فاع
(۶) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
(۷) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فَعَلْ
(۸) مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
(۹) فعولن مفعولن مفعولن فع
(۱۰) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
(۱۱) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فَعَلْ
(۱۲) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فع

(۱) **بحر هزج مسدّس مقصور** ، مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل دو بار ، مثالہ :

بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف ، مفعولُ مفاعلن مفاعیل ـ باید دانست کہ بجای مفاعیل آوردنِ فعولن هم درست است ، مثالہ : (۱)

باید دانست کہ عروضیان عجم اوزانِ **رباعی** را کہ آن را **دو بیتی** و **ترانہ** هم گویند از **بحر هزج** استخراج کردہ اند و آن را بیست چهار وزن قرار دادہ در دو شجرہ تقسیم نمودہ اند ، **شجرۂ اخرب** و **شجرۂ اخرم** ـ رکن اوّل **شجرۂ اخرب** مفعول باشد و رکن اول **شجرۂ اخرم** مفعولن بود ـ و هر یک ازین دو شجرہ دوازدہ وزن دارد کہ جملہ بیست و چهار وزن می شود ـ و این همہ اوزان از زحافات مفاعیلن پدید آید کہ **خرب ، خرم ، قبض ، کف ، هتم ، جبّ ، شتر ، بتر** و **زلل** است ـ رکن مفاعیلن را چون **اخرب** کنند مفعولُ شود ، و چون **اخرم** کنند مفعولن گردد ، و چون **مقبوض** کنند مفاعلن

---

(۱) مثال بحر هزج مسدّس مقصور و بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف را سواد نویس فرو گذار کردہ است ـ مثالے از این هر دو در ذیل می آید :-

مثال بحر هزج مسدّس مقصور از نظامی گنجوی :-

اگر گوید نهم رخ بر رخ ماہ بگو با رخ برابر کے شود شاہ

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

مثال بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف از اوحدی کرمانی :-

بے میوہ درخت را ز ریشہ بزند بہ ارّہ و بہ تیشہ

مفعولُ مفاعلن فعولن مفعولُ مفاعلن فعولن

شکرانۂ بازوے توانا بگرفتنِ دستِ نا توانست

مفعول مفاعلن فعولن مفعول مفاعلن مفاعیل

ز حال من خبر نمی برد کسے بروں حکایتے
مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بحر رجز مثمّن مَطوِی : مفتعلن هشت بار ' مثاله :

بے تو مرا یک نفسے صبر نبا شد همه من
مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن

در غمِ رو یت به کسے صبر نبا شد همه من
مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن

بحر رجز مثمّن مخبون مَطوِی : مفاعلن مفتعلن چهار بار '

مثاله :

اگر مرا در غم تو قرار با شد نفسے
مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن

چنیں نگر دد دل من خرابِ محنت و غم
مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن

بحر رجز مثمّن مطوی و مخبون : مفتعلن مفاعلن چهار بار ' مثاله :

بارگهِ سرائے من بیتو فروغ کے دهد
مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

شمع توئی به مجلسم ماه توئی به منزلم
مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

بحر رجز مسدّس سالم ' مستفعلن شش بار ' مثاله :

اے در غمِ عشقت مرا دل سوخته
مستفعلن مستفعلن مستفعلن

هجرت بجا نم آتشے افروخته
مستفعلن مستفعلن مستفعلن

و جمع کردن چهار وزن ازین بیست و چار اوزان در یک رباعی جائز قرار داده اند ۔ چنانچه نمونه را بر دو بیت از گفتهٔ خویش اکتفا می نمایم تا به اطالت نکشد ۔ و دو وزن درین بیت است مثاله :۔

دل در هوسِ عشق گرفتار خوشست
مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولْ

وان ناز و کرشمه کردنِ یار خوشست
مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعولْ

و درین بیت هم دو وزن است مثاله :۔

گفتم یا رم شوی کنی دلداری
مفعولن فاعلن مفاعیلن فع

از تو نا ید هرگز یاری کردن
مفعولن مفعولن مفعولن فع

بحر رجز :۔ معنی رجز اضطراب و سرعت می باشد ۔ و اهل عرب را عادت است که در وقت جنگ در بحر رجز شعر می خوانند که اضطراب و سرعتِ آن بحر به جنگ مناسبتے عظیم دارد ۔

بحر رجز مثمّن سالم : (مستفعلن هشت بار) مثاله :—

انصاریِ بیخود شدست آشفتهٔ دیدار او
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

دیوانهٔ رویش همو والہ همو شیدا همو
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

بحر رجز مثمّن مخبون : مفاعلن هشت بار ، مثاله :

نگار من به کار من نمی کند عنایتے
مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بحر رمل مثمّن مخبون و عروض و ضربش مشکول:

فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتُ دوبار ، مثالہ :

همہ را عیش خوش و من ز فراقت بہ عذاب
فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات
(۱) عالم آباد و مرا دل ز هوائے تو خراب
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

بحر رمل مثمّن مشکول ، فَعِلاتُ فاعلاتن چهار بار ، مثالہ

سرِ آں دو چشم گردم کہ گہِ کرشمہ کردن
فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن
بکشد هزار بیدل ببرد هزار جاں را
فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

بحر رمل مثمّن و مشکول و عروض و ضربش محذوف ، فَعِلاتُ فاعلاتن فَعِلاتُ فاعلن دوبار ، مثالہ :

صنما بیا کہ بینی دل من خراب شد
فعلات فاعلاتن فعلات فاعلن
بہ هوائے تو جگر هم مہ من کباب شد
فعلات فاعلاتن فعلات فاعلن

بحر رمل مثمّن مخبون مشعّث ، فَعِلاتن فَعِلاتن

فَعِلاتن مفعولن دوبار ، مثالہ : (۲)

---

(۱) دریں مصراع فاعلاتن (عالم آباد) بجاے فعلاتن آمدہ است و هم درست است -

(۲) مثال بحر رمل مثمّن مخبون مشعّث سواد نویس درج نساختہ است . مثالے ازاں از کلام نصیر الدین طوسی در ذیل آوردہ می شود :--

چہ کنم هر چہ کنم با تو نمی دا رد سودم
فعلاتن فعلاتن فعلاتن مفعولن
بجز آں حیلہ ندانم کہ ز عشقت بگریزم
فعلاتن فعلاتن فعلاتن مفعولن

بحر رجز مسدّس مطوی و مخبون و عروض

و ضربش مقطوع مفتعلن مفاعلن مفعولن دوبار ، مثاله :

گل بچمن | بروی تو | کم باشد
مفتعلن | مفاعلن | مفعولن

بی تو مرا | زمان زمان | غم باشد
مفتعلن | مفاعلن | مفعولن

بحر رمل مثمّن سالم ، فاعلاتن هشت بار ، مثاله :

ای ز عشقت | در دل من | هر زمانے | بیقراری
فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن

از ذکبّر | ناله رویا | یاد من هر | گز نیاری
فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن

بحر رمل مثمّن و عروض و ضربش محذوف ،

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار ، مثاله :

من ذکو دا | نم چو انصا | ری طریق | عشق را
فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلن

ہر کسے در | عاشقی پندم | دهند نا | داں بود
فاعلاتن | فاعلاتن فاعلاتن | | فاعلن

بحر رمل مثمّن مخبون ، فَعِلاتن هشت بار ، مثاله :

چه نگاری | تو ندانم | که چنیں روح فزائی
فعلاتن | فعلاتن | فعلاتن فعلاتن

نتواں کر | د تصوّر | که تو در وصف درائی
فعلاتن | فعلاتن | فعلاتن فعلاتن

رمل مسدّس سالم ، فاعلاتن شش بار ، مثاله :

ماه رویا　در هوایت　بیقرارم
فاعلاتن　فاعلاتن　فاعلاتن

می کشد هجران به عشقت　زار زارم
فاعلاتن فاعلاتن　فاعلاتن

رمل مسدّس و عروض و ضربش محذوف ، فاعلاتن

فاعلاتن فاعلن دوبار ، مثاله :

می ندانستم که افتم　در غمت
فاعلاتن فاعلاتن　فاعلن

خود نداند　تا نیفتد　آدمی
فاعلاتن　فاعلاتن　فاعلن

رمل مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف ،

فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلن دوبار ، مثاله :

صنما بے　تو بجان آ　مده ام
فعلاتن　فعلاتن　فعلن

(۱)　روے زیبا ےِ تو دیدن　هوس است
فاعلاتن　فعلاتن　فعلات

رمل مسدّس مخبون مقصور ، فاعلاتن فَعِلاتن فعلات

دوبار ، مثاله (۲)

---

(۱) دریں مصراع فاعلاتن فعلاتن فعلات آمده است و هم جائز است .

(۲) مثالش سواد نویس ننوشته است . مثالے از آں از کلام سعدی در ذیل نگاشته می شود :-

نیک باشی　و بدت گو　ید خلق　به که بد باشی و نیکت گویند
فاعلاتن　فعلاتن　فعلات　فاعلاتن　فعلاتن　فعلات

بحر رمل مثمّن صدر و ابتدا مخبون و حشو بعضے سالم و بعضے مخبون و عروض و ضرب سالم ، فَعِلاتن فاعلاتن فَعِلاتن فاعلاتن - فَعِلاتن فعلاتن فَعِلاتن فاعلاتن ، یک بار ، مثالہ : (۱)

رمل مثمّن صدر و ابتدا سالم و حشوها مخبون و عروض و ضرب مخبون و محذوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار ، مثالہ : (۲)

---

(۱) مثالش از قلم سواد نویس افتادہ و درج نشدہ است مثالے از کلام سعدی ذیلاً آوردہ می شود :—

نہ بر اشتر   من سوارم   نہ چو اشتر   زیر بارم
فعلاتن   فاعلاتن   فعلاتن   فاعلاتن

نہ خداوندِ رعیت   نہ غلامِ   شہریارم
فعلاتن فعلاتن   فعلاتن   فاعلاتن

غمِ موجو   د و پریشا   نیِ معدو   م ندارم
فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن

نفسے می   زنم آسو   دہ و عمرے   می گذارم
فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن   فاعلاتن

(۲) مثالش در نسخہ مرقوم نیست مثالے ازاں از کلام میر نجات ذیلاً آوردہ می شود :—

باز دل پُر   د زمن پُر   فنے با قد   بیرے
فاعلاتن   فعلاتن   فعلاتن   فعلن

شیر اندا   م بتے نو   چۂ کُشتی   گیرے
فاعلاتن   فعلاتن   فعلاتن   فعلن

و در این وزن فعولن بجاے **مقبوض** یا **مقصور "محذوف"**،
می آید، چنانچه در یک بیت مصراعے بروزن فعولن فعولن
فعولن فعول و مصراع دیگر بروزن فعولن فعولن فعولن فعو
(یا فَعَل) آوردن هم رواست، مثاله (۱)

بحر متقارب مثمّن اثلم، فعْلن فعولن چهار بار،
مثاله: (۲)

بحر متقارب مثمّن مقبوض اثلم، فعولُ فعْلن چهار
بار، مثاله: (۳)

---

(۱) سواد نویس مثالش را وا گذاشته است ـ در ذیل از کلام
مسعود سعد سلمان نوشته می شود:-

اگر مملکت را زبان با شدے ‌‌‌‌‌‌‌‌ ثنا گوے شاه جهان با شدے
فعولن فعولن فعولن فعو ‌‌‌‌‌‌‌‌ فعولن فعولن فعولن فعو
ز صد دا ستان کان ثناےِ تراست ‌‌‌‌‌‌‌‌ همانا که یک دا ستان با شدے
فعولن فعولن فعولن فعول ‌‌‌‌‌‌‌‌ فعولن فعولن فعولن فعو

(۲) مثالش در نسخه مرقوم نیست و از کلام حافظ شیراز در
ذیل نوشته می شود:-

من رند و عاشق و انگاه توبه ‌‌‌‌‌‌‌‌ استغفرالله استغفرالله
فعلن فعولن فعلن فعولن ‌‌‌‌‌‌‌‌ فعلن فعولن فعلن فعولن

(۳) مثالش در نسخه نیامده و در ذیل آورده می شود:-

گرم بخوانی ورم برانی ‌‌‌‌‌‌‌‌ دلِ حزین را بجاے جانی
فعول فعلن فعول فعلن ‌‌‌‌‌‌‌‌ فعول فعلن فعول فعلن

رمل مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف و مشعّث ، فعلاتن فعلن مفعولن دوبار ، مثالہ :

ماہ رویا جگرم خون کردی
فاعلاتن فعلن مفعولن

دل من وا لہ و مفتون کردی
فعلاتن فعلن مفعولن

دریں مثال اوّلِ جزوِ مصراعِ اوّل مخبون نشدہ است - و در وزن اگر جزو اوّل مصراع را مخبون نکنند رواست ، امّا در رمل " مشکول " روا نباشد -

بحر متقارب مثمّن سالم ، فعولن هشت بار ، مثالہ :

نگارا ز جورِ فراقت بجانم
فعولن فعولن فعولن فعولن

چہ تدبیر سازم بعشقت ندانم
فعولن فعولن فعولن فعولن

ایں را از آں متقارب خوانند کہ اوتاد بہ اسبابِ او باهم قریب باشند -

بحر متقارب مثمّن عروض و ضربش مقبوض ،

فعولن فعولن فعولن فعولْ دو بار مثالہ :

بیا سا قی آں جا مِ گلگوں بیار
فعولن فعولن فعولن فعول

کہ گل با ز دادست در مرغزار
فعولن فعولن فعولن فعول

بحر متدارک مثمّن سالم ، فاعلن هشت بار ، مثالہ :

ماہ من در فرا قت بجاں آمدم
فاعلن فاعلن فا علن فاعلن

در ھوا یت چوجاں برمیاں آمدم
فاعلن فا علن فا علن فاعلن

بحر متدارک مثمّن مخبون ، فعِلن هشت بار ، مثالہ :

بت دلبر من کہ وفا نکند
فعلن فعلن فعلن فعلن

نفسے نرود کہ جفا نکند
فعلن فعلن فعلن فعلن

بعضے شعرا متدارک مخبون بر شانزدہ رکن آوردہ اند یعنی فعِلن شانزدہ بار ۔ (۱)

بحر متدارک مثمّن مقطوع ، فعلن هشت بار ، مثالہ : (۲)

---

(۱) مثالش این است :-

مے و نغمہ مسلّم حوصلۂ کہ قدح کش گردش سر نشود
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

بدل است سبکسری آں قدرت کہ دماغ جنوں زدہ تر نشود
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

(۲) مثال این بحر در نسخہ مندرج نشدہ است ۔

مثال بحر متدارک مثمّن مقطوع :

تا کے ما را در غم داری تا کے آری بر ما خواری
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

بعضے شعرا متدارک مقطوع را بر شانزدہ رکن هم نہادہ اند یعنی بیت را بہ وزن شانزدہ رکنِ فعْلن مى نهند ۔

بحر متقارب مثمن اثرم مقصور ، فاع فعولن فاع فعول دوبار ، مثالہ : (۱)

بحر متقارب مسدس سالم ، فعولن شش بار ، مثالہ : (۲)

بعضے شعرا متقارب اثلم را بر شانزدہ رکن کشیدہ اند ، فعول فعلن هشت بار ، مثالہ : (۳)

بعضے عروضیاں ایں را بہ بحور دیگر متعلّق ساختہ مفاعلاتن هشت بار ، بجاے فعول فعلن می آرند ۔

بحر متدارک : ایں را **بحر محدَث** نیز گویند کہ نو دریافتہ شدہ است ۔

---

(۱) مثالش در نسخہ مذکور نیست و بدیں طور می باشد (از جامی) :-

اے شبِ زلفت غالیہ ساے وے مہ رویت غالیہ پوش

فاع فعولن فاع فعول فاع فعولن فاع فعولن

(۲) مثالش در نسخہ رقم نشدہ و بدیں طور است (از سیفی) :-

ز دردِ جدائی چنانم کہ از زندگانی بجانم

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

(۳) مثالش در نسخہ مندرج نیست ۔ مثالے از کلام عصمت بخاری در ذیل آوردہ می شود :-

زهے دو چشمت بخونِ مردم کشادہ تیر و کشیدہ خنجر

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

رخے چو ماهت صباحِ دولت خط سیاهت شب معنبر

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بحر مضارع مثمّن اخرب عروض و ضربش سالم ،

مفعولُ فاعلاتن چهار بار مثاله : * (۱)

بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور ، مفاعیلُ فاعلاتُ

مفاعیلُ فاعلان دو بار ، مثاله : (۲)

بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف ، مفعولُ فاعلاتن

مفعولُ فاعلن دو بار ، مثاله : (۳)

---

* مثالش و مثال بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور و بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف و بحر مضارع مسدّس مکفوف عروض و ضربش محذوف نیز در نسخه مندرج نشده است ـ مثال هر یک ازیں ذیلاً داده می شود :—

(۱) مثال مضارع مثمّن اخرب عروض و ضربش سالم (از خسرو) :—

خواهم که سیر بینم روے چو یاسمینش
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

لیک آفت است چشمش می ترسم از کمینش
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

(۲) مثال بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور :—

صبادوش آورید بمن بوے زلف یار
مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلان

جهاں گشت مشک بوے ز زلفینِ آں نگار
مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلان

(۳) مثال بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف (از سعدی) :—

دیدار می نمائی و پرهیز می کنی
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن

بازارِ خویش و آتش ما تیز می کنی
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن

بحر متدارک مثمّن مخبون مقطوع ، فاعلن فَعَل چهار بار ، مثالہ . (۱)

بحر مضارع مثمّن سالم ، مفاعیلن فاعلاتن چهار بار ، ولے در شعر پارسی این بحر سالم نمی آید -

بحر مضارع مثمّن اخرب مُسْبَغ ، مفعولُ فاعلاتن چهار بار ، مثالہ :

انصاری	از هوایت	شد غرقِ	خون دیده
مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلاتن
اے کاشکے	نکردے	دل با تو	آشنائی
مفعول	فاعلاتن	مفعو ل	فاعلاتن

بحر مضارع مثمّن اخرب مکفوف و عروض و ضربش محذوف - مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن - مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلات ، مثالہ :

بر مشکن اینچنیں کہ	ز سودایِ	زلفِ تو
مفعو ل فا علا ت	مفاعیل	فاعلن
انصار یِ شکستہ	پریشاں شدن گرفت	
مفعول فا علات	مفا عیل فا علا ت	

---

(۱) مثالش در نسخہ مرقوم نیست :

مثال بحر متدارک مثمّن مخبون مقطوع (از جامی) :-

سنبلِ	سیہ	بر	سمن	مزن	لشکرِ	حبش	بر ختن	مزن
فاعلن	فعل	فاعلن		فعل	فاعلن	فعل	فاعلن	فعل

این بحر را نیز بر شانزده رکن آورده اند یعنی بیت را بہ وزن هشت بار فاعلن فعل می نهند -

بحر مقتضب مثمن مطوی ، فاعلاتُ مفتعلن چهار بار ، مثاله :

آں نگار روح فزا ہم کہ مست می رودا
فاعلات مفتعلن فا علا ت مفتعلن

در هوائے او دل و دیں هم ز دست می رودا
فاعلات مفتعلن فا علا ت مفتعلن

بحر مقتضب مثمن مطوی مقطوع ، فاعلاتْ مفعولن چهار

بار ، مثاله : (۱)

بحر مُجْتَثّ : معنی اجتثاث از بیخ بر کندن است ، و این بحر را از آں مجتث نامیده اند که از بحر **خفیف** بر کنده شده است ۔ و فرق میاں **خفیف** و مجتث همین است که در **خفیف** فاعلاتن مستفعلن (چهار بار) می آید و در مجتث بر عکس آں مستفعلن فا علاتن (چهار بار) می آید ۔ هر دو یکیست ولے در ترتیب ارکان اختلاف واقع شده است ۔ و **بحر مجتث سالم** را در پارسی استعمال نمی کنند ۔

بحر مجتث مثمن مخبون ، مفاعلن فعلاتن ، چهار بار ، مثاله :

---

(۱) **مثال بحر مقتضب مثمن مطوی مقطوع** در نسخه درج نشده است و در ذیل از کلام حافظ شیراز آورده می شود :-

وقت را غنیمت داں آں قدر که بتوانی
فاعلات مفعولن فا علات مفعولن

حاصل از حیات اے جاں یکدم است تا دانی
فا علا ت مفعو لن فا علات مفعولن

بحر مضارع مسدّس مکفوف عروض و ضربش محذوف ، مفاعیلُ فاعلاتُ فعولن دو بار مثالہ : (۱)

بحر مقتضب : معنی اقتضاب بریدن است و این را ازاں سبب مقتضب می گویند کہ این بحر از بحر منسرح بریدہ شدہ است ۔ هماں ارکان منسرح درین بحر می آید ولے در ترتیب ارکان اختلاف می افتد ۔ و ازین بحر زیادہ از دو وزن مستخرج نشدہ است :—

---

(۱) مثالش را و هم دیگر زحافات بحر مضارع را کہ در نسخہ مذکور نشدہ درین پانوشت ذکر کردہ می شود :-

مثال بحر مضارع مثمّن اخرب مقصور (کہ در نسخہ اندارج نیافتہ) مفعولُ فاعلاتن دو بار مثالہ :—

اے عیدِ دین و دولت عیدت خجستہ باد

مفعولُ فا علا تن مفعولُ فاعلاتن

ایّامت از حوادثِ ایّام رستہ باد

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

مثال بحر مضارع مثمّن اخرب مکفوف مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن ، یا فاعلان دو بار ، مثالہ :—

تا چند گوئیم کہ چہ تازی بہ هر مقام

مفعول فا علا ت مفا عیل فاعلان

نزدیک من چرا کہ نباشی همی مقیم

مفعول فاعلات مفاعیل فا علان

مثال بحر مضارع مسدّس محذوف مکفوف عروض و ضربش محذوف ، مفاعیلُ فاعلاتُ فعولن دو بار ، مثالہ :—

خرامیدنِ تو باد خجستہ دلِ دشمنانِ جاہِ تو خستہ

مفاعیل فاعلات فعولن مفاعیل فاعلات فعولن

بحر منسرح مسدّس مطوی موقّل مفتعلن فاعلاتُ

مفتعلاتن دو بار ، مثالہ :

آن بت زیبای من چو مست در آید
مفتعلن فا علات مفتعلا تن

صبر و قرار مرا شکست در آید
مفتعلن فا علا ت مفتعلا تن

دریں وزن مفتعلن هم به جای مفتعلاتن هم آرند و **منسرح مثمّن عروض و ضربش منحور** " گویند .

بحر منسرح مثمّن اخرب ، مفعولُ فاعلاتن مفعولُ

فاعلاتن دو بار ، مثالہ : (۱)

بحر منسرح مسدّس مَطْوی ، مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن

دو بار ، مثالہ : (۲)

مثالش و هم مثال منسرح مسدّس مطوی در نسخه درج نشده است - در ذیل مثال هر یک ازیں ذکر کرده می آید :

---

(۱) **مثال بحر منسرح مثمّن اخرب** (از حافظ شیراز) :-

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا
مفعو ل فا علا تن مفعول فا علا تن

دردا که راز پنهاں خواهد شد آشکارا
مفعو ل فا علا تن مفعو ل فا علا تن

(۲) **مثال بحر منسرح مسدّس مَطْوِی** :-

شاه جهاں باد تا ز مانده بود کز کرمش خلق شاد مانده بود
مفتعلن فاعلات مفتعلن مفتعلن فا علات مفتعلن

گرفتم آں کہ ز شوخی وفا و مہر نداری
مفا علن فعلا تن مفاعلن فعلاتن

نوازشے بہ زباں ہم چرا بجا نیاری
مفاعلن فعلا تن مفاعلن فعلاتن

بحر مجتث مثمّن مخبون مقصور ، مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلات دوبار ، مثالہ :

ہمیں ترا نرسید است شعر انصاری
مفا علن فعلاتن مفاعلن فعلن

وگرنہ گفتۂ او در جہاں کجاست کہ نیست
مفاعلن فعلاتن مفا علن فعلا ت

دریں بیت در مصراع اولیٰ رکن آخر فعْلن آمدہ است بجاے فعِلات و ہم جائز است -

بحر منسرح مثمّن سالم (مستفعلن مفعولات چہار بار) در فارسی مستعمل نیست -

بحر منسرح مثمّن مطوی ، مفتعلن فاعلات چہار بار ، مثالہ :

آں بت بے مہر باز عہدِ محبّت شکست
مفتعلن فا علات مفتعلن فا علات

صبر درآ مد ز پاے عقل‌بروں شد ز دست
مفتعلن فاعلا ت مفتعلن فا علا ت

دریں وزن فاعلن بجاے فاعلات ہم آرند ، مثالہ :

عارض‌گل گون‌تو خے چوکند گوئیا قطرۂ سیمیں چکد از ذقن یاسمین
مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن فا علن مفتعلن فاعلن

و دریں وزن اگر **مقطوع** بہ مقابل **مطوی** آرند ہم جائز است ، تقدیم و تاخیر شرط نیست ، مفتعلن مفتعلن فاعلان مفعولن مفعولن فاعلان ، مثالہ : (۱)

بعضے شعرا دریں وزن حروف ساکن بہ مقابل حرف متحرّک ہم آوردہ و رواست ، مثالہ (۲)

دریں بحر حشو مطوی و عروض و ضرب موقوف

ہم روا است مثالہ : (۳)

بحر سریع مطوی مکشوف مجذوع ، مفتعلن مفعولن فاع دو بار ، مثالہ : (۴)

---

(۱) مثالش در نسخہ نیامدہ . ذیلاً درج کردہ می آید :-

ہست کلید در گنج حکیم بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

مفتعلن مفتعلن فا علان مفعو لن مفعو لن فا علان

(۲) مثالش ہم در نسخہ مندرج نیست . و در ذیل اندراج می یابد :-

حلقۂ ار کم شود از زلف تو خاتم جم خواھی تا وانِ آں

مفتعلن مفتعلن فا علن مفتعلن مفعولن فاعلن

دریںجا یاےِ " خواھی " ساکن است و بجاے حرف متحرک آمدہ .

مثال (۳) صورت اقبال ترا بر جبیں

مفتعلن مفتعلن فا علان

انّا فتحنا لک فتحاً مبیں

مستفعلن مفتعلن فا علان

مثال (۴) اے گل رو یت سنبل خیز

مفتعلن مفعولن فا ع

زلفِ سیا ھت آتش بیز

مفتعلن مفعولن فا م

منسرح مسدّس اخرب مکفوف ، مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلن دو بار ، مثالہ : (۱)

بحرِ سریع : دریں بحر چوں اسباب بیشتر اند از اوتاد و زودتر بہ زباں ادا می شود نامش **سریع** کردند ۔

بحر سریع سالم ، مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار ۔ ولے شعرائے پارسی دریں بحر شعر نگویند ۔

بحر سریع مطوی موقوف ، مفتعلن مفتعلن فاعلان ، دو بار مثالہ (۲)

و فاعلن بجاے فاعلان هم آرند ، و ایں را **مطوی مکشوف** گویند ۔ (در مثال آخر رکن مصراع اول **مطوی مکشوف** است و آخر رکن مصراع ثانی مطوی موقوف) مثالہ :

قسم تو آمد مگر انصاریا
مفتعلن مفتعلن فاعلن

جور بتان و ستم روزگار
مفتعلن مفتعلن فاعلان

---

(۱) مثال بحر منسرح مسدّس اخرب مکفوف :

اے نازنیں کہ ماہِ منی امشب رحمے بکن چو شاہ منی امشب
مفعول فاعلات مفا عیلن مفعول فاعلات مفا عیلن

(۲) مثالش در نسخہ درج نشدہ ۔ ذیلاً مثالے از آں آوردہ می شود :۔

نقش طبیعی ستُرَد روزگار نقش الٰہی نتوا ند سترُد
مفتعلن مفتعلن فاعلان مفتعلن مفتعلن فاعلان

بحر جدید و این را **غریب** و نیز مشاکل هم خوانند و ارکان این بحر عکس ارکان **مجتث** است. اگرچه سالم این بحر فاعلاتن فاعلاتن مستفع لن (دوبار) است ولے بجایش اکثر فعلاتن فعلاتن مفاعلن آرند -

بحر جدید مسدس مخبون، فعلاتن فعلاتن مفاعلن دو بار، مثالہ :

نتوانم کہ بگویت قدر کنم ز رقیبان [illegible] حسن کنم

فعلاتن فعلاتن مفاعلن فعلاتن فعلاتن مفاعلن

بحر جدید مربع، فاعلاتن مستفع لن دو بار، مثالہ : (۱)

بحر جدید مربع مخبون، فعلاتن مفاعلن دو بار، مثالہ : (۲)

بحر جدید مسدس سالم، فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن دو بار، مثالہ : (۳)

بحر قریب این بحر مخصوص فارسی است - وزن سالمش مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن است، ولے بجایش زحاف کردہ مفاعیل مفاعیل فاع لاتن آرند-

---

(۱) مثالش در نسخہ موجود نیست - در ذیل درج کردہ می آید -

روے داری اے ستمگری هست گوئی چون مشتری

فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن مستفعلن

(۲) مثالش حسب ذیل است :

دل من می چرا بری چون غم من نمی خوری

فعلاتن مفاعلن فاعلاتن مفاعلن

در مصراع ثانی فاعلاتن آمدہ است و هم رواست -

(۳) مثالش هم در نسخہ نیامدہ و در ذیل آوردہ می شود -

اے نگارین روے دلبر کم کن ستم کین دل من زے رخ تو پر شد بغم

فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن

بحر سریع مقطوع حشو ، مفتعلن مفعولن‌فاعلن دو بار
مثاله : (۱)

بحر سریع مخبون مکشوف ، مفاعلن مفاعلن فاعلن دو بار ، مثاله (۲)

بحر سریع احذّ ، مفتعلن مفتعلن فع لن دو بار ، مثاله : (۳)

بحر سریع مخبول مطوی مکشوف ، فعِلتن فعِلتن فاعلن دو بار ، مثاله : (۴)

بحر سریع مخبون مطوی مکشوف ، مستفعلن مستفعلن فعِلن دو بار ، مثاله : (۵)

مثال (۱) سیم بسنگ اندر پنهان بود
مفتعلن مفعو لن فا علن

یار مرا سنگ بسیم اندرست
مفتعلن مفتعلن فا علان

مثال (۲) دو غمزه چون دو ناچخِ لشکری
مفا علن مفاعلن فاعلن

همی کنی بهُر دو آن دلبری
مفا علن مفا علن فاعلن

مثال (۳) چند خورم از تو بتا ضربت
مفتعلن مفتعلن فع لن

چند زنی بر دل من حربت
مفتعلن مفتعلن فع لن

مثال (۴) بز نهت بیرمت جان من
فعلتن فعلتن فا علن

بگزمت بمزمت هر دو لب
فعلتن فعلتن فا علن

مثال (۵) از عشق او من در جهان سمرم
مستفعلن مستفعلن فعلن

می سوزد از هجرانِ او جگرم
مستفعلن مستفعلن فعلن

بحر قریب اخرب مکفوف مقصور، مفعولُ مفاعیلُ فاعلان دو بار، مثالہ : (۱)

بحر خفیف را از **بحرِ سریع مطوی** اختیار کردہ اند و بحر خفیف سالم فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن است دو بار ولے در شعر فارسی این وزنِ سالم را نیاوردہ اند۔

بحر خفیف مثمّن مخبون فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن مفاعلن دو بار، مثالہ :-

نشود ممکن این مرا که ز عشقت رهاشوم
فعلاتن مفا علن فعلا تن مفاعلن

نتوانم بجان تو که زکویت جدا شوم
فعلاتن مفا علن فعلا تن مفا علن

بحر خفیف مسدّس صدر و ابتدا سالم و باقی مخبون، فا علاتن مفاعلن فعلاتن دو بار، مثالہ : (۲)

بحر خفیف مسدّس مخبون، فعلاتن مفاعلن فعلاتن دو بار، مثالہ : (۳)

---

(۱) مثالش در نسخہ مندرج نیست ۔ در مثالش بیت ذیل آوردہ می شود :-

کو آصف جم گو بیا ببین بر تخت سلیمان راستین
مفعول مفا عیل فا علان مفعول مفاعیل فاعلان

(۲) مثالش بیت ذیل است :-

سبزہ ها نو دمیدہ یا ر نیامد تازہ شد با غ و آن نگا ر نیامد
فا علا تن مفا علن فعلا تن فا علا تن مفا علن فعلاتن

(۳) مثالش در نسخہ مندرج نشدہ است ۔ در ذیل مثالے ازاں آوردہ می شود ۔ **مثال بحر خفیف مسدّس مخبون** :-

صنما طا قتِ فرا ق ندارم جز بوصلِ تو اتفّا ق ندارم
فعلاتن مفا علن فعلا تن فا علا تن مفاعلن فعلاتن

دریں مثال اوّل رکن مصراع ثانی فاعلاتن آمدہ است و نیز رواست ۔

بحر قریب مسدّس مکفوف ، مفاعیلُ مفاعیلُ فاعلاتن

دو بار ، مثاله : (۱)

بحر قریب مکفوف مقصور ، مفاعیلُ مفاعیلُ فاعلان

دو بار ، مثاله : (۲)

بحر قریب مکفوف مقصور محذوف ، مفاعیلُ مفاعیلُ

فاعلن دو بار ، مثاله : (۳)

بحر قریب اخرب مکفوف ، مفعولُ مفاعیلُ فاعلاتن

دو بار ، مثاله :

اے یار گلندام در لطافت یک سرو ببالاے تو نماند

مفعول مفاعیل فاعلاتن مفعول مفاعیل فاعلاتن

---

(۱) مثالش ذیلاً آورده می شود :

خداوند جہاں بخش، شاه عادل شہنشاه جواں بخت راے کامل

مفاعیل مفاعیل فاعلاتن مفاعیل مفاعیل فاعلاتن

(۲) مثالش در نسخه درج نشده است و در ذیل آورده می شود :-

فغاں زاں سر زلفین تابدار فرو هشته ز یاقوت آبدار

مفاعیل مفاعیل فاعلان مفاعیل مفاعیل فاعلان

(۳) مثالش در نسخه نیامده است - بیت ذیل مثالے از آن است :

غریبے به بلا مبتلا شدست چه باشد که مر او را رها کنی

مفاعیل مفاعیل فاعلان مفاعیل مفاعیل فاعلن

در مصراعِ اوّلِ بیت صدر فاعلان بجاے فاعلن آمده است و

هم رواست :

بحر مشاکل مسدّس مکفوف مقصور . فاعلاتُ مفاعیلُ مفاعیل دو بار ، مثالهٔ (۱)

بحر مشاکل مربّع مقصور ، فاعلات مفاعیل دو بار ، مثاله (۲)
بعضے شعرا ایں بحر را مثنّی هم آورده اند .

بحر مشاکل مثمّن مکفوف ، فاعلاتُ مفاعیل فاعلاتُ مفاعیل دو بار ، مثاله : (۳)

بعضے از عروضیاں دو بحر در **دائرهٔ مختلفه** غیر از **طویل** و **مدید** و **بسیط** افزوده اند و آں را **بحر عریض** و **بحر عمیق** نام نهاده :

بحر عریض = مفاعیلن فعولن را آنقدر که خواهند بار بار آورند .
بحر عمیق = فاعلن فاعلاتن (بروزن ان فعولن مفاعی) چهار بار - واے

---

(۱) مثالش بیت ذیل است :-

اے نگار سیه چشم	سیه موے	سرو قدّ	نکو روے	نکو گوے
فاعلات مفا عیل	مفا عیل	فا علا ت	مفا عیل	مفا عیل

(۲) مثالش بیت ذیل است :-

روز گار	خز انست
فا علات	مفا عیل
باد سرد	و زانست
فا علا ت	مفا عیل

(۳) مثالش ذیلاً آورده می شود :-

خیز و طرف	چمن گیر	با حریف	سمن روے
فا علا ت	مفا عیل	فاعلا ت	مفا عیل
گاه سنبل تر	چین و	گاه شاخ	سمن بوے
فا علا ت مفا	عیل	فاعلات	مفا عیل

بحر خفیف مسدّس مخبون مقصور، فاعلاتن مفاعلن فعلان دوبار، مثالش (۱)

بحر خفیف مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف، فاعلاتن مفاعلن فعلن، دو بار مثالش :

گر تو بر جان من وفا نکنی وز غم فرقتم رها نکنی

فاعلاتن مفاعلن فعلن فاعلاتن مفاعلن فعلن

درین وزن اوّل جزوِ هر مصراع را مخبون هم می کنند.

بحر خفیف مسدّس عروض و ضرب مشعّث، فاعلاتن مفاعلن مفعولن دو بار، مثالش (۲)

بحر مشاکل : این بحر از بحور مستحدث است و این بحر را قریب نیز گویند و سالمش فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن است، اما درین وزن شعر نگفته اند.

---

(۱) مثالش هم در نسخه موجود نیست : برای مثالش بیتی از کمال اسماعیل در ذیل درج کرده می آید :-

هر کرا دل در آشنا رخوردست آرزوهاش در کنا رخوردست

فاعلاتن مفاعلن فعلان فاعلاتن مفاعلن فعلان

(۲) مثالش در نسخه مذکور نشده است.

مثال بحر خفیف مسدّس عروض و ضرب مشعّث :-

وقت گل شد هوای گلشن دارم ذوق جام مدام روشن دارم

فاعلاتن مفاعلن مفعولن فاعلاتن مفاعلن مفعولن

و ایں بیت هم بر وزن مضارع مثمن اخرب اشتر مجذوف است کہ دو بار مفعول فاعلاتن فاعلن فع باشد ۔

بحر کبیر مطوی ' فاعلاتُ فاعلاتُ مفتعلن دوبار ' مثاله :

آں نگارے خوب چهر سیم ذقن
فا علا ت فا علا ت مفتعلن

روے خویش در نهاں نمود بہ من
فا علا ت فا علا ت مفتعلن

و ایں بیت نیز بر وزن **بحر وافر مسدّس اجمّ معقول** است کہ فاعلن مفاعلن مفاعلتن باشد ۔ و جمّ در بحر وافر افگندن میم و تاے مفاعلتن است کہ اجمّ آں فاعلن باشد ۔ و **عقل** در **وافر** افگندن لام مفاعلتن است کہ **معقول** آں مفاعتن شود و بجایش مفاعلن آرند ۔

تمّت الکتاب بعون الملک الوهّاب

کنز الفوائد تصنیف شیخ شهاب الدّین انصاری

چون که ابیات عَذْبَ دریں وزن نمی آید شعرا دریں بحر شعر کم گفته اند -

بعضے عروضیاں یک دائرۂ غیر از دوائر ششگانه که مذکور شده اختراع کرده اند و آں را دائرۂ منعکسه نام داده - و ایں دائره نُه بحر دارد :—

(۱) بحر صریم سالم = مفاعیلن فاع لاتن فاع لاتن دو بار -
(۲) بحر کبیر سالم = مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار -
(۳) بحر مذیل سالم = مستفع لن مستفع لن فاعلاتن دوبار -
(۴) بحر صغیر سالم = مستفع لن فاعلات مستفع لن دو بار -
(۵) بحر قلیب سالم = فاع لاتن فاع لاتن مفاعیلن دو بار -
(۶) بحر حمید سالم = مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار -
(۷) بحر اصمّ سالم = فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن دو بار -
(۸) بحر سلیم سالم = مستفعلن مفعولات مفعولات دو بار -
(۹) بحر حمیم سالم = فاعلاتن مستفع لن مستفع لن دو بار -

و تمامت اوزان ایں بحور که بعضے عروضیاں به زعم خود اختراع کرده اند و دائرۂ جداگانه برائے آں بنا نهاده از بحور دوائر ششگانه نیز بر می آید و حاجت ایں دائره نمی افتد - و ایں همه بحور به دشواری به شعر می مانند - سبکترین ایں اوزان با مثال هر یک درینجا ثبت می افتد :

بحر صریم اخرب ، مفعول فاعلاتن فا علاتن دو بار ، مثاله :

امروز کرد یارم قصد لشکر
مفعول فاعلاتن فا علا تن
تا گشت جانم از در دش پُرآذر
مفعول فا علا تن فا علا تن

غلط نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۴ (مقدمه)	۱۴	"بدان"	''بدان
۱۰ (")	۱	معنین	معنیین
۸	۱۵	فَانَّهٗ ،	فَاِنَّهٗ
۱۱	۱	آمنو	اٰمَنُوْا
۱۱	۹	ایزد	ایزد
۵۹ (پانوشت)	۱	بہت	بیت
۶۶ (پانوشت)	۲	فته	رفته
۶۷	۱۵	ں	آں
۶۷	۲۲	مفرون	مقرون
۶۸	۱۸	مفطوف	مقطوف
۷۰	۵	طویل	(طویل
۷۶ پانوشت	(۱۶)	فتفاعلن	متفاعلن
۷۷ (پانوشت)	۳	مثالے	مثالِ
۷۸ (پانوشت)	۶	مثالے	مثالِ
۸۰	۸	چهار	و چهار
۸۰	۱۱	دوازاده	دوازده
۹۰ (پانوشت)	۳ (لفظ آخرین)	فعولن	فعول
۱۰۴	۱۰	مستخدث	مستحدث

صفحه	
۵۸	تعریف و مثال مقلوب بعض با و دیگر اقسام مقلوبات درینجا نیامده ۔ کاتب نسخه آن را سهواً به صفحه ۳۶ آورده است ۔
۹۰	(پانوشت بعد از سطر ۱۲ شروع می شود و خط فاصل نیز بعد از سطر ۱۲ می باید)

I have prepared the text of **Kanz-al-Fawā'id** from the manuscript copy available in the Government Oriental Manuscript Library, Madras. The manuscript is erroneous and defective at a number of places. The scribe who prepared this manuscript has omitted to copy verses cited as illustrations in a number of instances. Such omissions have been rectified by me in the foot notes by citing appropriate verses from other poets.

In conclusion I desire to express my sincere thanks to the authorities of the Government Oriental Manuscripts Library for lending me the manuscript to prepare a press copy of the work. I am also grateful to the Syndicate of the University of Madras for arranging for the publication of this volume under its auspices.

University Buildings,
Chepauk, Madras,
27th August 1956.

A. S. U'sha'

Printed at the NURI PRESS Ltd

51 Main Road, Royapuram

Madras 13

19[illegible]

PREFACE

Husain Muhammad Shāh Shihāb Ansārī son of Mubārak Shāh, author of the present work, **Kanz-al-Fawā'id**, was one of the learned men and poets of the time of Sultān Alā'uddin Khaljī (A. D. 1295-1316). That is all what one is able to glean from the work itself regarding the author. Nothing is known about him from external sources. Perhaps he was a younger contemporary of Amīr-e Khusraw. It may be surmised that he lived at Dehli. Among his writings only the present work seems to be extant and that too in the shape of a solitary copy.

It is quite evident from this treatise that he, besides being a good poet, had a profound knowledge of Arabic and Persian. He had a natural inclination and aptitude for poetics, prosody, rhetoric and the allied subjects. It seems not unlikely that he used to run a private school and teach his pupils these, his favourite subjects, along with others. Consequently, perhaps, in the course of his teachings he collected his lectures and notes into a volume and named it **Kanz-al-Fawā'id**—A Treasury of Useful Knowledge.

Throughout this volume he has cited verses from his own composition to illustrate various figures of speech forms of metres, etc. The author has ably summed up in such a small volume every variety of figures of speech and every law of verse and versification together with poetics. Considering these qualities it is, no doubt, a very valuable, book for students of Persian language and literature.

MADRAS UNIVERSITY ISLAMIC SERIES No. 18.

KANZ-AL-FAWĀ'ID

BY

HUSAIN MUHAMMAD SHĀH SHIHĀB ANSĀRĪ

EDITED

BY

A. S. U'SHA'

Senior Lecturer and Head of the Department of Arabic, Persian and Urdū,
University of Madras



UNIVERSITY OF MADRAS

1956

Madras University Islamic Series No. 18.

KANZ-AL-FAWĀ'ID

BY

HUSAIN MUHAMMAD SHĀH SHIHĀB ANSĀRĪ